جلد ۲ | ۲۱ امان ۱۳۳۲ ہش ۵ رجب ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۱

فتنہ احرار (پاکستان) اور احباب جماعت ہندوستان کا فرض

آجکل مغربی پاکستان میں جو فتنہ سلسلہ حقہ کے خلاف احراریوں اور ان کے دوسرے شرپسند ساتھیوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ احباب جماعت ہندوستان اس کی وجہ سے بے چینی اور تشویش میں ہیں۔ اور حالات دریافت کرنے کے لئے خطوط اور تاریں مرکز میں بھیجتے ہیں۔ جہاں تک اس فتنہ اور شور و شر کے نتیجہ میں جماعت کے جانی اور مالی نقصان کے اندازے کا سوال ہے۔ وہ موجودہ حالات میں ہمارے لئے بتانا ممکن نہیں۔ ہاں جو خبریں بعض ہندوستانی اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ اور جن میں احمدیوں کے جانی اور مالی نقصان کو بہت زیادہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ پورے طور پر درست معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان میں مبالغہ کی آمیزش معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

جہاں تک مخالفت کا تعلق ہے۔ وہ بہت شدید اور سخت ہے۔ اور احباب جماعت کا جانی اور مالی نقصان بھی کافی ہوا ہے۔ گو تازہ اطلاعات سے جو لاہور ریڈیو اور بعض خطوط کے ذریعہ سے ملی ہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ لاہور میں اور پنجاب . . . . . کے بعض دوسرے شہروں میں جہاں فتنہ زیادہ بھڑکا ہوا تھا۔ حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ شرارت بہت گہری اور وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے احمدیوں کے لئے ابھی بہت سے خطرات درپیش ہیں۔

تازہ اطلاعات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے افراد خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، بزرگان سلسلہ اور دوسرے ساکنین ربوہ مبارکہ کے خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس نازک اور پُر خطر وقت میں خدا تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے ہندوستانی احمدیوں کو آرام اور امن میں رکھا ہے۔ لہٰذا ہم پر فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ہم جہاں خدا تعالےٰ کا شکر ادا کریں اور اپنے پاکستانی بھائیوں کی خیر و سلامتی بالخصوص اپنے مقدس آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں ہاں اپنے قومی فرائض کو بھی سمجھیں۔ اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کریں۔ اور اپنے پاک نمونہ اور اعلیٰ اخلاق و تعلیم کو ظاہر کر کے لوگوں کے قلوب کو سلسلہ حقہ کی طرف کھینچیں۔ جن دوستوں کو روزے رکھنے کی بھی توفیق حاصل ہو وہ روزے رکھیں۔ اور جو صدقات اور خیرات میں حصہ لے سکیں وہ اس کار خیر میں حصہ لیں۔ خدا تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تمام جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔

چوہدری عزیز احمد صاحب بی۔اے واقف زندگی ربوہ کا تازہ مکتوب

چوہدری عزیز احمد صاحب واقف زندگی کا ایک مکتوب مورخہ ۸/۳/۵۳ ربوہ کا انگریزی میں موصول ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے مخالفت کے متعلق بھی چند الفاظ لکھے ہیں۔ جن کا ترجمہ احباب کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"ہم احمدی بہت مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔ دشمن نے ہمیں نابود کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائی ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ شرپسند عناصر نے لوگوں کے خیالات اور ان کی زندگیوں پر قابو پا لیا ہے۔ ان کی سنجیدگی اور شرافت بہت پستی میں گر چکی ہے۔ ان کی وجہ سے ہر قیمتی اور مفید چیز خطرہ میں پڑی ہوئی ہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس تشدد اور لاقانونی کو ختم کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔ ہمیں اللہ تعالےٰ پر کامل یقین ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم ان مصائب اور مشکلات سے نمایاں کامیابی۔ طاقت اور شان سے باہر نکلیں گے۔"

احباب چوہدری صاحب موصوف کی صحت کے لئے بھی جو ایک مزمن بیماری میں مبتلا ہیں خاص طور پر دعا فرما کر مشکور فرمائیں۔ نیز جماعت کی ترقی اور احباب جماعت کی سلامتی و عافیت کے لئے باقاعدہ اجتماعی دعاؤں کا سلسلہ جاری فرمائیں۔ تاکہ جلد خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت آئے۔ اور خدا تعالےٰ کے وعدے جو اس نے اپنے پاک مسیح موعود سے کئے ہیں۔ پوری شان سے پورے ہوں۔

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

(کی)

صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ مبارکہ: ۱۹ مارچ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی بذریعہ تار ربوہ سے اطلاع فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت بہتر ہے۔ البتہ پاؤں میں کسی قدر درد ہے۔ لیکن کھانسی میں کمی ہے۔ ربوہ کے احباب خیریت سے ہیں۔

احباب اپنے مقدس آقا کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں فرماتے رہیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع بیگم صاحبہ بخیریت قادیان پہنچ گئے

درویشان کی طرف سے پرتپاک استقبال

قادیان ۱۵ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ چند روزہ پاسپورٹ پر پاکستان تشریف لے جانے کے بعد مع اپنی بیگم صاحبہ کے بمورخہ ۱۰/۳/۵۳ کو بخیریت دہلی پہنچے۔ اس جگہ چند روز قیام فرمایا۔ قادیان میں آپ کی ۱۵/۳/۵۳ کو واپسی ہوئی۔ صاحبزادہ صاحب فرنٹیئر میل سے ساڑھے سات بجے امرتسر پہنچے۔ اور وہاں سے بذریعہ موٹر بارہ بجے دوپہر قادیان پہنچے۔

اور جملہ درویشان اپنے مقدس آقا کے نورِ نظر اور اپنے درویش بھائی کے پرتپاک استقبال کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باغ میں بارہ بجے سے پہلے ہی جمع ہو گئے۔

صف بستہ حد درجہ اشتیاق و محبت کا مجسمہ بنے ہوئے تمام درویشان کھڑے تھے۔ اور شاہ نشین پر مقامی لجنہ اماء اللہ کی تین نمائندہ خواتین بیگم صاحبہ کی منتظر بیٹھی تھیں۔

آخر جب شاہ نشین کے پاس آ کر کار رکی تو خواتین نے آگے بڑھ کر بیگم صاحبہ کا استقبال کیا۔ آپ نے حاضرات کو شرفِ ملاقات بخشا۔ کر مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دعا کی۔ اور کار میں بیٹھ کر الدار کی بابرکت چار دیواری میں داخل ہوئیں۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے دالان میں جملہ درویش خواتین کو شرفِ ملاقات بخشا جو اس غرض سے اس جگہ جمع تھیں۔

دوسری طرف مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر مقامی اور حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی نے آگے بڑھ کر صاحبزادہ صاحب کا استقبال کیا۔ اور دل سے عقیدت اور ہاتھوں سے خوبصورت پھولوں کے ہار پہنائے۔ معانقہ و مصافحہ کیا۔

جب درویشان کرام کی صف کی طرف بڑھے تو نعرہ ہائے تکبیر۔ حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم زندہ باد۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ باد۔ حضرت امیر المومنین زندہ باد۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد کے نعرے بلند کئے گئے۔

صاحبزادہ صاحب نے باری باری سب درویشان کو شرفِ مصافحہ و معانقہ بخشا۔ جملہ ممبران صدر انجمن احمدیہ صحابہ کرام اور عہدیداران مقامی و دیگر متعدد احباب نے دلی عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے پھولوں کے ہار پہنائے۔

بعد ملاقات مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اجتماعی دعا ہوئی اور صاحبزادہ صاحب کی معیت میں تمام درویشان دار المسیح کی طرف بڑھے۔ احمدیہ بازار جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ مسجد مبارک کے آہنی گیٹ کو سبز بیلوں سے آراستہ کیا گیا کپڑے پر "خوش آمدید" کے الفاظ جملہ درویشان کی طرف سے بزبانِ حال خوشی اور مسرت کے ساتھ اظہار تہنیت کر رہے تھے۔ ادھر حضرت صاحبزادہ صاحب نے الدار میں قدم رکھا ادھر منارۃ المسیح سے نماز ظہر کی اذان بلند ہوئی۔ اور خوشی اور مسرت کی یہ تقریب انجام پذیر ہوئی۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مبارک جوڑے کو اپنی خاص رحمت و فضل سے اُن برکتوں سے وافر حصہ دے۔ جو اس مبارک خاندان کے لئے مقدر کی گئی ہیں۔ نیز خدا تعالےٰ تمام درویشان قادیان بلکہ سارے ہندوستان کے احمدیوں کو ان کے ساتھ مل کر خدمتِ دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے آمین:

رات کے وقت منارۃ المسیح کے بڑے لیمپ جلا کر مسرت و شادمانی کے اظہار کے لئے چراغاں بھی کیا گیا۔

بعض علماء کا شور و شر پاکستان میں

از جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری

بتاؤ تو ہمیں اے مفتیانِ پاکستان — ہمارے ملک میں ہے امن یا تمہارے یہاں
موازنہ ہمیں ہر شے کا ہے نہیں مطلوب — مگر اسی کا کہ جس پہ ہو تم بہت نازاں
بہت ہے فخر تمہیں اپنے دین و ملت پر — ہمارے ملک کو کہتے ہو ملک بیدیناں
زباں سے دعویٰ کہ اسلام ہی ہے صلح کا دیں — اسی کے سایہ میں ہر قوم کو ہے امن و اماں
کرے اسی کی جو تبلیغ کیوں ہے واجب دار — خدارا کچھ تو کہو وجہ قتل احمدیاں
تمہیں قسم ہے اُسی خاتم پیمبر کی — ہیں جس کے نام پہ چھریاں تمہاری خونچکاں
یہ کیا اسی کی ہے تعلیم جبکہ چل کر آج — کباب کرتے ہو انسانوں کے اے مولویاں
جلانا زندوں کا یہ سنت نبی تو نہیں — یہ ہے طریقۂ نمرودیاں و شدادیاں
خدا کے پیارے محمدؐ کو مت کرو بدنام — رہِ ثواب نہیں ہے یہ راہِ گمراہاں
جہاں میں آیا ہے جو رحمتِ جہاں بن کر — اُسی کے نام پہ ظلم اور یہ بہتاں
محمدِؐ عربی کا تو یہ نہیں اسلام — تمہارا اور ہے دیں جس پہ کفر ہے خنداں
ہزار گونہ پسند است مسلکِ لادینی — بجائے غلبۂ ہود و دیان و احراراں
غضب ہے کاٹتے ہو خود سے دست و پا اپنے — تمہاری عقل پہ بیدل ہے آج سارا جہاں
ہر اک خیال کے علمائے دیں یہاں بھی ہیں — ہر اک عقیدۂ دینی پہ اپنے ہیں فرحاں
یہیں مجدّدِ سرہند و خواجۂ اجمیر — یہیں مسیحِ زماں قادیاں ہے جس کا مکاں
ہم اپنے دیں کا پھریرا یہاں اُڑاتے ہیں — یہی ہے ملکی رواداری کا بلند نشاں
فساد ملک میں ہونے نہ دیگا جب تک کہ — وطن میں اپنے "جواہر" سا ہے سیاستداں
خدا بھلا کرے اس کا بھی جو ہے "ناظم دیں" — مٹا رہا ہے جواب فتنہ ہائے فتنہ گراں
ہر ایک ملک میں یارب ہو صلح و امن کا راج — ہے قادیاں میں یہ ہر دم دعائے درویشاں
کہا تھا پہلے جو کچھ آج کہہ گیا ہوں پھر — بُرا منائیں نہ احباب میرے جو ہیں وہاں

خلیل رُکتا نہیں بات سچی کہنے سے
جو امر حق ہے وہ رکھتا نہیں ہے دل میں نہاں

مشرقی پنجاب میں نئے گورنر کا تقرر

اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مبارکباد کا پیغام

مشرقی پنجاب کے نئے گورنر مسٹر سی۔ پی۔ این سنگھ کی تقرری پر سلسلہ احمدیہ کی طرف سے جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان نے مبارکباد کا تار بھجوایا۔ جس کے جواب میں جناب گورنر صاحب کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے مورخہ ۱۲/۲/۵۳ کی چٹھی میں تحریر کیا ہے کہ:۔

"مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کا شکریہ ادا کروں اس مبارکباد کے پیغام پر جو آپ نے میری تقرری پر بھجوایا ہے"

نروٹ جیمل سنگھ ضلع گورداسپور میں وقارِ عمل میں افراد جماعت احمدیہ قادیان

(کی شمولیت)

نروٹ جیمل سنگھ ضلع گورداسپور اور ارد گرد کے علاقہ کو موسم برسات میں دریا کے سیلاب کی وجہ سے نقصان کا اندیشہ تھا۔ اس کی روک تھام کے لئے سرکاری انتظام کے ماتحت ایک بند باندھا جا رہا ہے۔ جس میں پبلک سے وقارِ عمل کے ذریعہ مدد لی جا رہی ہے۔

قادیان کی پبلک میں مندرجہ ذیل احمدی احباب مکرم مولوی عبدالقادر صاحب کی قیادت میں مورخہ ۱۷/۳/۵۳ کو وقارِ عمل کے لئے گئے۔ اور ملکی خدمت سرانجام دی

(۱) مولوی عبدالقادر صاحب (۲) میر رفیع احمد صاحب (۳) چوہدری عبدالقدیر صاحب واقف زندگی (۴) چوہدری ولی احمد صاحب بنگالی واقف زندگی (۵) چوہدری غلام رسول صاحب چیمہ۔ (۶) محمد یوسف صاحب (۷) محمد عزیز صاحب (۸) ملک ضیاء الحق صاحب (۹) قریشی سعید احمد صاحب (۱۰) چوہدری منظور احمد صاحب (۱۱) خواجہ عبدالستار صاحب۔

ہفت روزہ بدر مورخہ ۱۲؍مارچ ۱۹۵۳ء قادیان

ہندستان کے اخبارات کی احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیزی

اور جھوٹا پراپیگنڈا

حکومت کی توجہ کیلئے

یہ خوشی کی بات ہے کہ مغربی پاکستان میں اس وقت احمدیوں کے خلاف جو فتنہ اُٹھا ہوا ہے ہندوستان کے سنجیدہ طبقہ اور عام اخبارات نے بالعموم اس کی مذمت کی ہے۔ بلکہ خود جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند نے بھی اس کے خلاف اظہار خیال کیا ہے۔ اور اس کا پس منظر واضح کیا ہے۔ ہمارے ملک کی سلامتی اور امن و امان بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم ایسے فتنوں اور فرقہ وارانہ مناقشات کو اپنے ملک سے دور رکھنے کی کوشش کریں۔ اور ان تخریبی عناصر کو دبائیں جو ایسے فتنوں کو آئے دن ہوا دیتے رہتے ہیں۔

روزنامہ پرتاپ کا نامناسب سلسلہ مضامین

جہاں ہمیں ملک کے تمام اخبارات کے امن پسندانہ رویہ کے متعلق خوشی ہے وہاں اس بات کا افسوس بھی ہے۔ کہ بعض اخبارات اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھتے ہوئے اس نازک موقعہ سے ناجائز فائدہ اُٹھا رہے ہیں، اور احمدیہ جماعت کے خلاف بے بنیاد اور اشتعال انگیز پراپیگنڈا کر کے یہاں بھی احمدیوں کے خلاف فضا کو مسموم کرنا چاہتے ہیں ان اخبارات میں روزنامہ پرتاپ جالندھر دہلی پیش پیش ہے۔ علاوہ احمدیوں کے مغربی پاکستان میں دکھ دہ حالات کو مبالغہ کے ساتھ شائع کرنے کے اس نے مورخہ ۱۶؍ اور ۱۷؍مارچ کے پرچہ میں بعنوان "احمدیوں کے خلاف ایجی ٹیشن کا پس منظر" اور "یہ دلی ہے" نہایت اشتعال انگیز اور دلآزار مضمون شائع کئے ہیں۔ ہمیں اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ ہم ان مضامین کے مندرجات کے جھوٹے اور بے بنیاد ہونے کے متعلق کچھ لکھتے اور اس طرح اپنے اخبار کو خواہ مخواہ ایسی مضامین کا اکھاڑا بناتے۔ لیکن چونکہ ان مضامین سے بہت سے سنجیدہ اور معقول پسند لوگوں کو غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اور جماعت احمدیہ کے خلاف ہندوستان میں بھی اشتعال پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے ان مضامین کے متعلق اختصار کے ساتھ بعض ضروری باتیں لکھی جاتی ہیں

احمدیت آزادی کی حامی ہے۔ پہلے مضمون یعنی "احمدیوں کے خلاف ایجی ٹیشن کا پس منظر" میں مضمون نگار نے شروع میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ احمدیہ فرقہ کی بنیاد انگریزوں کی وفاداری پر پڑی۔ انگریزوں نے اس جماعت کو بہت سی رعائتیں دے رکھی تھیں کانگرس نے اس فرقہ کی طرف اس لئے توجہ نہ دی تھی کہ وہ یہ سمجھتی تھی کہ یہ غلامی کی لعنت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی درست نہیں۔ اگر مضمون نگار احمدیہ جماعت کے لٹریچر یا اس کے افراد اور بزرگان کے حالات کو مدنظر رکھتا تو اس کو صاف طور پر معلوم ہو جاتا۔ کہ احمدیہ جماعت کی بنیاد امن و سلامتی کے قیام اور ضابطہ کے احترام پر پڑی ہے۔ احمدیہ جماعت نے اگر انگریزوں کی حکومت کے زمانہ میں ان کی وفاداری کی تو کسی ذاتی یا قومی فائدہ کے لئے نہیں بلکہ اس اصول کی وجہ سے کہ کسی ملک میں بھی امن و امان قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ رعایا ضابطہ اور قانون کا احترام نہ کرے اور بدامنی کی تمام تحریکات سے کنارہ کش نہ رہے۔ احمدیہ جماعت کے افراد اپنے اس اصول پر نہ صرف انگریزوں کے ماتحت بلکہ دنیا کی تمام حکومتوں کے ماتحت عمل کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں۔ اور ہر جگہ بدامنی کی تحریکات یہاں تک کہ سٹرائیکوں سے بھی مجتنب رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج جبکہ ہندوستان میں ہماری اپنی حکومت قائم ہے۔ اور تخریبی عناصر باوجود اس ملک کے باشندے ہونے کے اپنی حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن اور عدم تعاون کے طریق اختیار کرتے رہتے ہیں۔ احمدیہ جماعت اپنی روایات اور تعلیم کے مطابق پورے طور پر حکومت کی وفادار اور پابندِ قانون ہے۔ اور سارے ملک میں ایک مثال بھی نہیں مل سکتی کہ کسی احمدی نے کسی ایجی ٹیشن یا بغاوت میں حصہ لیا ہو۔ پس لوگ بے شک ہمیں اب بھی حکومت کے کاسہ لیس، ٹوڈی اور "وفادار" کہیں۔ لیکن ہم امن کے اس زریں اصول کو نہیں چھوڑ سکتے۔ جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے قرآن کریم کی تعلیم کے ماتحت ہمیں سکھایا ہے۔

انگریزوں کی رعائتیں

مضمون نگار کا یہ لکھنا کہ انگریزوں نے اس جماعت کو بہت سی رعائتیں دیں بھی محض اس کے دماغ کی اپنی اختراع ہے۔ ورنہ حالات کا علم رکھنے والے جانتے ہیں۔ کہ احمدیوں نے بے شک اپنی پُر امن تعلیم کی روشنی میں حکومت وقت کے ساتھ تعاون کیا۔ لیکن اس تعاون اور وفاداری کے صلہ میں کبھی کوئی رعائت یا سہولت حاصل نہ کی۔ نہ احمدیہ جماعت کے بانی یا خلفاء نے کبھی حکومت کا کوئی خطاب یا اعزاز لیا۔ نہ جماعتی خدمات کے عوض میں کبھی کوئی جاگیر یا امداد حاصل کی۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ انگریزوں نے اپنی رعایا کی اکثریت کے جذبات کا بالعموم احترام کیا۔ اور احمدی جماعت جو ایک معمولی اقلیت ہے اس وقت بھی بے شمار تکالیف اور مصائب کا شکار ہوتی رہی۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کے مخلص خلفاء پر اکثر حکومت کی شہ پر ہی سنگین مقدمات چلائے گئے۔ اور آپ کے خلاف توہین آمیز کلمات استعمال کئے جاتے رہے۔

پس یہ محض غلط اور بے بنیاد ہے کہ احمدیہ جماعت یا اس کے پیشواؤں نے جماعتی خدمات کے صلہ میں کوئی خاص رعائت انگریزوں سے حاصل کی ہو۔ بلکہ اس کے برعکس احمدیہ جماعت کی انتہائی امن پسندی اور عدم تشدد کی پالیسی کی وجہ سے انگریزوں کا قانون شاذ ہی اس کی مدد کے لئے حرکت میں آیا۔

غلامی کی لعنت

مضمون نگار کا یہ لکھنا کہ کانگرس نے اس وجہ سے احمدیہ جماعت کی طرف توجہ نہیں دی۔ کہ یہ جماعت غلامی کی لعنت ہے بہت ہی قابل افسوس ہے

احمدیہ جماعت اور اس کے پیشوا ہمیشہ ملک کی آزادی کے حامی رہے ہیں۔ اور اس بات کو برملا شد و مد سے پیش کرتے رہے ہیں۔ کہ جب تک کسی ملک میں اپنی آزاد حکومت قائم نہ ہو۔ وہ اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے پوری ترقی نہیں کر سکتا۔ حتٰی کہ کسی قوم میں اخلاق فاضلہ بغیر آزادی کے پورے طور پر پیدا ہی نہیں ہو سکتے۔

ہاں احمدیہ جماعت کا آزادی کے حاصل کرنے کے طریق میں ضرور کانگریس اور مسلم لیگ کے بعض لیڈروں سے اختلاف تھا۔ احمدیہ جماعت اس بات کی قائل تھی اور ہے۔ کہ ضابطہ اور قانون کا احترام کر کے اور اپنے قومی اخلاق کو بلند کر کے اجتماعی جدوجہد سے آزادی کی نعمت کو حاصل کیا جائے۔ اس طریق کے بغیر نہ کسی قوم کے اخلاق سنور سکتے ہیں اور نہ ہی وہ مستقل طور پر آزادی کی نعمت سے متمتع ہو سکتی ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالٰی نے انگریزی حکومت کے زمانہ میں ہمیشہ یہی بات کانگریس کے لیڈروں کے سامنے پیش کی کہ اگر ہم آج ایجی ٹیشن اور عدم تعاون کی تحریکات اور دوسرے بے ضابطہ طریقوں سے بدیشی حکومت کو کمزور یا ناکام کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کل جب ہماری اپنی حکومت قائم ہوگی تو اس کے خلاف بھی شرپسند عناصر یہی حربے استعمال کریں گے۔ اور اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے انہی بے ضابطہ طریقوں کو جائز سمجھیں گے اس بات کو اگرچہ اُس زمانہ میں جب بدیشی حکمران تھے درخور اعتنا نہ سمجھا گیا۔ لیکن آج جبکہ اپنی ملکی حکومت قائم ہو چکی ہے اور عوام کو بھڑکانے اور فتنہ پیدا کرنے کے لئے شوریدہ سر عناصر وہی پرانے حربے استعمال کر کے حکومت کو پریشان کر رہے ہیں۔ تو احمدیت کے اس زریں اصول کی قدر سامنے آتی ہے۔ چنانچہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو نے متعدد دفعہ تخریبی عناصر کی بے ضابطہ کارروائیوں کی مذمت کی ہے۔ لیکن لوگ چونکہ بدیشی حکومت کے زمانہ میں ان کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس لئے وہ مجبور ہیں۔ اور ملک کے نفع و نقصان کو مدنظر رکھے بغیر تخریبی کارروائیاں کر رہے ہیں۔

گذشتہ دنوں صوبہ بمبئی کے وزیر اعلیٰ شری مورارجی ڈیسائی نے واضح الفاظ میں اس حقیقت کو بے نقاب کیا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا:-

"کسی شخص کو قانون شکنی سکھانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ جب ہم نے برطانوی حکومت سے مقابلہ کیا تو ہم نے قوانین کو توڑا۔ شاید ہم نے سنجیدگی سے اس طریق کے نقصان کو مدنظر نہ رکھا تھا اب ہمیں اسی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے"

(بحوالہ ٹربیون مورخہ ۱۲؍فروری ۱۹۵۳ء)

آزادی کیلئے جماعت کی جدوجہد

جہاں تک آزادی حاصل کرنے کی خواہش یا اس کے حصول کے لئے باضابطہ جدوجہد کا سوال ہے۔ احمدیہ جماعت کبھی بھی کسی سے پیچھے نہیں رہی

(باقی دیکھیں صفحہ ۔ پر)

تعدد ازدواج

اسلام کی تعلیمات کا ہر حصہ پر حکمت اور قابل عمل ہے۔ اور دنیا بار بار کی ٹھوکریں کھا کر اب انہی اصولوں کے اختیار کرنے میں اپنی نجات سمجھ رہی ہے۔ جن کو اسلام نے پیش کیا تھا۔

اسلام کے جن اصولوں کی مغربی تہذیب کے زیر اثر لوگوں نے خاص طور پر مخالفت کی ہے ان میں سے ایک تعدد ازدواج کا مسئلہ بھی ہے یعنی بحالت مجبوری و ضرورت ایک سے زیادہ بیویوں سے شادی کرنا۔ مفکرین یورپ نے ایک لمبے عرصہ تک اس تعلیم کو ہدفِ اعتراض بنائے رکھا۔ لیکن ان تمدنی، اخلاقی اور سیاسی مشکلات اور دقتوں کی وجہ سے جن کا سامنا اہل یورپ اور دوسرے ممالک کو کرنا پڑا۔ اب وہ تعدد ازدواج کی ضرورتوں کو تسلیم کر رہے ہیں۔ چنانچہ جارج برنارڈ شا جو انگلستان کے مشہور ادیب اور مفکر تھے نے تعدد ازدواج کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان میں سے ایک حوالہ درج ذیل ہے:۔

اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ ایک بیوی کرنے کے طریق و اصول کے حق میں ہیں برنارڈ شا نے فرمایا:۔

"ایک بیوی سے شادی کرنے کا طریق قانون فطرت کی حدبندی کی وجہ سے ہے۔ جس کی بنا پر مرد و عورت کی پیدائش کا اندازہ تقریباً برابر رہتا ہے۔ اگر جنگ کی وجہ سے مرد و عورت کی تعداد کی نسبت برابر نہ رہے تو تم دس منٹ میں تعدد ازدواج پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہو جاؤ گے"!

مارمن لوگ بہت تنگ نظر اور ایک ہی بیوی کرنے کے طریق پر قائل تھے۔ لیکن جب ان پر سوری میں ظلم و ستم روا رکھا گیا۔ اور ان کی نسل کے مٹنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ تو وہ جلدی ہی تعدد ازدواج کے اصول پر کاربند ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنے نبی کی ہدایت پر باوجود گھبراہٹ اور تشویش کے فوراً عمل کیا"

(دیکھو مشہور کتاب Glimpses of The Great صفحہ ۲۳)

برنارڈ شا کے مندرجہ بالا الفاظ واضح ہیں تعدد ازدواج یقیناً بعض حالات میں سوسائٹی کو جسمانی اور اخلاقی بیماریوں سے بچانے اور تمدنی، اقتصادی اور سیاسی گتھیوں کو سلجھانے کے لئے ضروری ہے۔ اور جو مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا وہ نامکمل اور ناقص ہے۔

طلاق

مسئلہ طلاق بھی ایک عرصہ سے مفکرین یورپ کے لئے لاینحل چلا آتا تھا۔ انجیل مقدس کے رو سے کسی عیسائی کو سوائے اس کے کہ اس کی بیوی حرامکاری کا ارتکاب کرے طلاق دینے کی اجازت نہیں۔ عیسائی دنیا نے صدیوں اس ناقص تعلیم کی وجہ سے ٹھوکریں کھائیں اور مصیبتیں جھیلیں ہیں۔ اور آخر انجیل کے احکام کی نافرمانی کرتے ہوئے قانونی امداد سے اسلام کی تعلیم کو قبول کیا

طلاق کے مسئلہ کے متعلق بھی برنارڈ شا کا بلغ نظریہ، ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اس مفکر نے نظریہ کو انجیلی ارشاد کے پیش نظر اور پھر اسلام کی کامل تعلیم کی روشنی میں دیکھنے سے اسلام کی فوقیت واضح طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

" برنارڈ شا لکھتے ہیں:۔

"میرے خیال میں طلاق صرف درخواست کرنے پر مل جانی چاہیئے" اس کے علاوہ اور کسی وجہ کا پایا جانا ضروری نہیں"۔

"موجودہ قانونی اور مذہبی شرائط مضحکہ خیز ہیں۔ بدمزاجی اور طبائع کا شدید اختلاف زناکاری سے زیادہ بڑی وجہ طلاق دینے یا حاصل کرنے کی ہے۔ گلیڈسٹون جیسے قدامت پسند نے بھی یہ کہا ہے۔ کہ زناکاری سب سے بڑی وجہ طلاق کی ہے (اس سے کم بھی وجوہات ہو سکتی ہیں) حقیقت یہ ہے کہ زناکاری کا سبب جب اکیلا ہی مدنظر ہو تو کبھی پایا ہی نہیں جاتا"۔

"میں اس چیز سے بھیانک کسی بات کا تصور نہیں کر سکتا کہ دو انسانوں کو ان کی مرضی کے خلاف اکٹھا رہنے پر مجبور کیا جائے۔

(Glimpses of The Great - Page 23)

بہت جلد پورا ہو جائے گا پس آپ کو برت رکھنے کی ضرورت نہیں۔

احمدیہ جماعت کی ایسی کارگذاریاں اخبارات میں بھی شائع شدہ ہیں۔ اور اخبار بین حضرات سے مخفی نہیں۔ پھر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج احمدیہ جماعت پر غلامانہ ذہنیت کا بدترین الزام لگایا جاتا ہے۔ خدا کے فضل سے احمدیوں کی ذہنیت اور روح قید خانہ کی تاریک کوٹھڑیوں میں بھی آزاد رہتی*

بقیہ صفحہ ۵ موجودہ مخالفت ...

پس ان واقعات سے جماعت احمدیہ کے ایمان اور ترقی کرتے ہیں۔ اور وہ ذرا بھی دلگیر نہیں ہوتے بہرحال جماعت احمدیہ کی مخالفت میں تمام پاک و ہند مسلمانوں کا اجتماع جہاں مذکورہ بالا پیشگوئیوں کو پورا کرتا ہے۔ وہاں یہ لوگ خود حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئی پر مہر تصدیق ثبت کر کے اپنے تئیں مورد غضب الٰہی بنا رہے ہیں۔

چنانچہ حضرت صادق مصدوق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَیَاتِیَنَّ عَلَی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بنی اِسْرَائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اَتی اللہ علانیۃ لکان فی اُمَّتِیْ من یصنع ذالک۔

میری امت پر بھی وہی حالات گزریں گے۔ جو بنی اسرائیل پر آئے۔ جوتے کے ایک پاؤں کے دوسرے پاؤں سے مشابہت کی طرح یہ بھی ان کے نقش قدم پر چلیں گے۔ حتی کہ ان میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا تو میری امت میں سے بھی بعض ایسا کریں گے۔

وَ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ۔

قالوا ما ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

بیشک بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقے ہوئے۔ مگر میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جن میں سے سوائے ایک کے سب جہنمی ہونگے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ناجی (فرقہ) کون ہے؟ تو حضور نے فرمایا۔ میرے اور میرے صحابہ کے طریق کار پر کاربند رہنے والا (ناجی) ہوگا۔

جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنے والے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ پر غور کریں اور خود بتائیں کہ حضور نے کس فرقہ کو اقلیت قرار دیا اور کسے اکثریت! اور پھر سوچیں کہ وہ کس رستہ پر جا رہے ہیں۔ کیا ان کے اس طرح پر اجتماع نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ اس وقت اکیلا فرقہ سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی دوسرا نہیں ہے؟

تعجب کا مقام ہے کہ یہ لوگ ایک طرف اسلام کا دعوے کر کے سچے خادم اسلام کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ مگر خود اسلام کی حقیقی خدمت کی بجائے اس کی جڑوں پر تبر رکھتے ہیں۔ صاف بات یہ ہے کہ اگر یہ لوگ سچے دل سے اسلام کے خیر خواہ ہوتے تو اس کے لئے کچھ کام کرتے۔ آج غیر ممالک میں توحید الٰہی اور اسلام کا علمبردار کون ہے؟ آج کون مرکز تثلیث اور کفرستان کے اندر خدائے واحد اور رسول عربی کا نام پھیلا رہا ہے۔ ان لوگوں کے دلوں میں اسلام اور بانی اسلام سے محبت ہوتی تو وہ غیر ممالک میں نکل جاتے اور اسلامی مشن قائم کرتے البتہ یہ ضرور ہے کہ چند غنڈوں سے اکٹھے ہو کر بالجبر دکانیں بند کرانے اور ہڑتال کی غیر اسلامی مہم جاری کرنے اور احمدیوں کی مار پیٹ میں حق اسلام ادا کر رہے ہیں۔

کیا ہی بہتر ہوتا کہ یہ لوگ دین کی خدمت کے لئے زندگیاں وقف کر کے تپتے صحراؤں پُر خطر جنگلات اور دشوار گذار پہاڑیوں کو طے کرتے ہوئے کلمہ توحید پیغام اسلام پہنچانے میں مصروف ہو جاتے۔ اور اس طرح حقیقی خدام اسلام کہلاتے مگر ہم جانتے ہیں کہ ان لوگوں کو کام بگاڑنا خوب آتا ہے تعمیری کام کر کے دکھلانا ان کے لئے موت سے بدتر ہے۔ اگر یہی اسلام ہے اور یہی جذبہ ایمان ہے۔ جو ان سے ظاہر ہو رہا ہے۔ تو اسلام پھر سے زندہ ہو چکا اور اس کا سکہ سب مان چکے۔

اس کے برعکس خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ احمدیت کے پروانے دنیا پر لات مار کر اپنے خویش و اقارب اور تمام گھر بار چھوڑ کر اکناف عالم میں پھیل چکے ہیں۔ اور کونہ کونہ میں اسلام کا خوبصورت اور منور چہرہ پیش کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کی مساعی میں برکت دے رہا ہے۔ اور ہزاروں غیر ملکی داخل احمدیت ہو رہے ہیں۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ایڈیٹوریل بقیہ صفحہ ۳

بلکہ اس میں یہ ہے باوجود مذہبی جماعت ہونے اس نے کانگریس اور دوسری سیاسی جماعتوں سے بھی حتی المقدور تعاون کیا ہے۔

چنانچہ ۱۹۳۷ء میں جب جناب پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس کی حیثیت سے لاہور تشریف لے گئے۔ تو احمدیہ کور کے والنٹیروں نے ان کا شاندار استقبال کیا اور ان کے لیکچر اور آزادی کے سلسلہ میں دوسرے کاموں میں اُن کو پوری مدد دی۔ اسی طرح جب گاندھی جی آخری دفعہ پونا میں نظربند تھے اور آزادی کے حصول کے لئے انہوں نے مرن برت رکھنے کا ارادہ کیا تو حضرت امام جماعت احمدیہ نے ان کو کراچی سے بذریعہ تار اطلاع دی کہ خدا نے حضور کو اطلاع دی ہے کہ ہندوستان کو عنقریب آزادی مل جائیگی اور اہل ملک کا مقصد

* ہے اور اس جماعت کو کبھی بھی حکومت یا اکثریت حاصل نہ ہو خوشامد یا چاپلوسی کرنے کی عادت نہیں۔ کیونکہ وہ تمام جہانوں کے مالک اور پیدا کرنیوالے خدا پر کامل بھروسہ اور یقین رکھتی ہے۔ اور اسکی مدد و نصرت کی تمنائی رہا کرتی

موجودہ مخالفت بھی جماعت احمدیہ کی صداقت کی دلیل ہے

—: از اسسٹنٹ ایڈیٹر :—

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا
لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس
کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

اس وقت جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پاکستان کے اندر جو تند سیلاب موجیں مار رہا ہے۔ اس سے نہ صرف وہی ملک متاثر ہے۔ بلکہ ہندوستان کی اخبارات میں بھی خاص چرچا ہے۔ اور اس کے متعلق طرح طرح کے خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ ایک روحانی جماعت ہے۔ اس کی مخالفت کوئی اچنبے کی بات نہیں بلکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ روحانی جماعتوں کے ساتھ مخالفت لازم و ملزوم ہے۔ چنانچہ تاریخ عالم کے صفحات اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ جب بھی خدا تعالےٰ کا کوئی برگزیدہ انسان اصلاح خلق کے لئے مبعوث ہؤا۔ اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہؤا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابل پر نمرود، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر فرعون۔ حضرت رامچندر جی کے مقابل پر راون اور حضرت کرشن جی مہاراج کے مقابل پر کنس۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر یہودی علماء اور راہب۔ اور بالآخر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر ابوجہل اور کفار قریش کھڑے ہوئے۔ اور اپنی طرف سے ہر ایک نے پورا زور لگایا کہ کسی طرح یہ آواز دب جائے اور ان کی بدکرداریوں کی طرف توجہ دلانے والا اُٹھ نہ سکے۔ مگر باوجود حد درجہ کمزور اور ناتواں ہونے کے ان برگزیدہ انسانوں نے اپنے بھیجنے والے سچے خدا پر آسرا رکھتے ہوئے کام کرتے چلے گئے۔ اور باوجود شدید مخالف حالات کے انہیں برگزیدہ انسانوں کی کی جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ اور بالآخر دنیا کو ان کے خیالات اپنانے پڑے اور ان کے سامنے سر جھکانا پڑا۔

خدا تعالےٰ نے اپنی قدیم سنت کے مطابق اس پُر آشوب زمانہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو روحانی مصلح اور ریفارمر بنا کر بھیجا پس ضرور ہے کہ آپ کی جماعت کی اُسی طرح مخالفت کی جائے۔ جس طرح پہلے برگزیدہ انسانوں کی کی گئی۔ اس وقت پاکستان میں احمدیوں کو خصوصیت سے اقلیت قرار دیئے جانے پر زور دیا جا رہا ہے۔ مگر کبھی آپ نے سوچا کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ کہ باوجود اکثریت میں ہونے کے وہ اقلیت سے خائف ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات اکثریت کو اس مٹھی بھر جماعت میں وہ ترقی کی روح نظر آتی ہے۔ جو باوجود اکثریت میں ہونے کے اُنہیں حاصل نہیں۔ یہی وہ چیز ہے جس کے باعث فرعون مصر باوجود طاقتور بادشاہ ہونے کے موسیٰؑ کی چھوٹی سی جماعت پر ہمیشہ ہی دانت پیستا رہا۔ اور اُس نے صاف صاف کہہ دیا:۔

اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ۔ (سورت الشعراء ع ۴)

لیعنی یہ قلیل التعداد افراد کی چھوٹی سی جماعت ہے۔ ہمیں سخت غصہ دلاتی ہے۔ اور ہم سب ہی ان سے خائف ہیں۔"

اب ایک طرف فرعون کا یہ قول دیکھیں اور دوسری طرف پاکستانی "علماء" کی تقاریر اُن کی کارگذاری ملاحظہ کریں تو حقیقت کھل جاتی ہے

جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور اس کی عالمگیر وسعت نے بڑے بڑے معاندین کو محو حیرت کر دیا۔ چنانچہ مولانا ظفر علی ایڈیٹر اخبار "زمیندار" کس حسرت سے اس کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ پر اندھا دھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں۔ یہ احمدیت ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔" (زمیندار ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

چونکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا تعلق خدائے عالم الغیب سے تھا۔ اس لئے اُس نے بموجب وعدہ الٰہی کہ عالم الغیب لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔

"وہ غیب دان ہے۔ اس لئے وہ اپنی غیب کی باتوں کے بارہ میں سوائے اپنے برگزیدہ رسول کے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔"

اس نے ابتدائی زمانہ میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقی اور وسعت کی خبر کے ساتھ شدید مخالفت کی بھی خبر دی اور وعدہ فرمایا کہ اس کے ذریعہ آپ کی صداقت ظاہر کر دے گا۔

۱۸۸۳ء میں حضرت سلسلہ عالیہ احمدیہ کو الہام ہؤا

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔" (تذکرہ ص۱۰۵)

اس میں جو عظیم الشان خبر دی گئی ہے۔ بالکل ناممکن ہے کہ کوئی شخص انسانی تدبیر سے ایسی خبر دے۔ اور یہ الہام دعوے ماموریت سے کہیں پہلے کا ہے۔ جس میں موٹے طور پر پانچ باتوں کی قبل از وقت اطلاع دی گئی ہے۔

اول۔ یہ بتایا گیا کہ آپ زندہ رہیں گے اور ماموریت کا دعویٰ کریں گے۔

دوم:۔ یہ خبر دی گئی کہ جب آپ دعویٰ کریں گے۔ تو دنیا آپ کو رد کرے گی۔

سوم:۔ یہ اطلاع دی گئی کہ دنیا معمولی مخالفت نہ کرے گی۔ بلکہ آپ پر ہر قسم کے حملے کئے جائینگے۔

چھارم:۔ یہ پیشگوئی کی گئی۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے وہ حملے رد کئے جائیں گے اور دنیا پر عذاب نازل ہوں گے۔

پنجم:۔ یہ بتایا کہ بالآخر آپ کی صداقت ظاہر ہو جائے گی۔

اب دیکھ لو کہ کس طرح خدا تعالےٰ کی یہ باتیں پوری ہو رہی ہیں۔ علاوہ ازیں جماعت کے موجودہ امام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ ابھی مسند خلافت پر متمکن نہ ہوئے تھے۔ کہ آپ کو ایک غیر معمولی خبر دی گئی اور آپ کو قبل از وقت بشارت دی گئی کہ آپ جماعت کے امام ہوں گے اور آپ کے زمانہ میں جماعت کو بہت سی مشکلات درپیش ہوں گی۔ لیکن خدا تعالےٰ اپنے خاص فضل اور رحم کے ساتھ ان سب کو دور کرے گا چنانچہ آپ اپنی ایک پرانی رؤیا بیان فرماتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:۔

"میں نے ایک رؤیا کئی دفعہ بیان کی ہے جو یہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ کوئی بہت بڑا اور اہم کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرے راستہ میں بہت مشکلات حائل ہوں گی۔ یہ خلافت سے بہت پہلے کی رؤیا ہے۔ اور بعد میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس سے مراد خلافت تھی۔

میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھے کہتا ہے کہ اس کام کی تکمیل کے راستہ میں بہت سی رکاوٹیں ہوں گی۔ بہت مخالفتیں ہوں گی۔ مگر ان سب کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ جب تم کوئی غیر معمولی نظارہ دیکھو اس کی کوئی پرواہ نہ کرو۔ اور "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" کہتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ چنانچہ میں چل پڑا ہوں میرا راستہ دو پہاڑیوں کے درمیان سے گزرتا ہے۔ اور میں جنگلوں میں سے جا رہا ہوں۔ راستہ میں اندھیرا ہو جاتا ہے بالکل سنسان جنگل ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ بہت خطرہ اور خوف کی جگہ ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ کہ دور سے شور سنائی دیتا ہے۔ اور مختلف قسم کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ کوئی مجھے گالی دے دیتا ہے۔ اور کوئی بیہودہ سوال کر دیتا ہے لیکن میں" خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" کہتا ہؤا آگے بڑھتا جاتا ہوں۔ اور جب میں یہ کہوں تو وہ شور بند ہو جاتا ہے۔ مگر تھوڑی دور آگے جاتا ہوں۔ تو بعض عجیب قسم کے وجود نظر آنے لگتے ہیں عجیب عجیب شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔ کئی کئی ہاتھوں والے انسان نظر آتے ہیں۔ کسی کا سر بہت بڑا ہے اور کسی کا بہت چھوٹا۔ مگر جب میں "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" کہتا ہوں تو وہ شکلیں غائب ہو جاتی ہیں۔ مگر تھوڑی دیر بعد اور بھی بھیانک نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی ہاتھ کٹا ہؤا علیحدہ نظر آتا ہے۔ اور کوئی سر بغیر دھڑ کے دکھائی دیتا ہے۔ کوئی شکل ایسی نظر آتی ہے کہ جس کی لمبی زبان باہر نکلی ہوئی ہے۔ کسی کے بال کھلے ہوئے ہیں۔ آنکھیں حلقوں سے باہر نکل رہی ہیں۔ اور وہ شکلیں طرح طرح سے مجھے ڈرانے کی کوشش کرتی ہیں۔ مگر میں "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" کہتا ہؤا آگے بڑھتا جاتا ہوں اور جب میں یہ الفاظ کہتا ہوں وہ غائب ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ میں منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہوں۔"
(الفضل ۵ دسمبر ۱۹۳۹ء)

اگرچہ اس وقت پاکستان میں احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ [illegible] جا رہے ہیں۔ اور اس وقت [illegible] کی سی صورت میں تمام معاندین جمع ہو کر احمدیت پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ لیکن ایسے اوقات میں [illegible] کا ایک ہی جواب ہے کہ

هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

یہ تو وہی ہے جس کے متعلق ہمیں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔

افکار و آراء

احمدی تحریک کے خلاف پاکستان میں مجنونانہ جوش و خروش

جو کچھ احراریوں اور دوسرے عاقبت نا اندیش معاندین سلسلہ احمدیہ کی طرف سے مغربی پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق ہندوستان کے بہت سے اخبار اظہارِ خیالات کر رہے ہیں۔ ذیل میں اخبار "خلافت" بمبئی مورخہ ۱۳ مارچ کے ایڈیٹوریل کو پیش کیا جاتا ہے یہ پرچہ جناب صدر صاحب جماعت احمدیہ مسلمی (بمبئی) نے ارسال فرمایا ہے۔ (ایڈیٹر)

"احمدی تحریک کی مخالفت میں پاکستان میں جس قسم کے مجنونانہ جوش و خروش کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اس کو کوئی ذی ہوش اور ذی فہم مسلمان پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ عقائد کا اختلاف ایک شے ہے۔ لیکن عقائد کے اختلاف میں اتنی شدت اور بحران کا مظاہرہ کسی قوم کے توازنِ دماغی کے صحیح ہونے کی علامت نہیں۔

پاکستان میں احمدی تحریک نئی نہیں ہے۔ تقریباً پچاس برس یا اس سے بھی زیادہ زمانے سے ہندوستان میں احمدی عقائد کے لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ اپنے خیالات اور عقائد کی تبلیغ بھی کرتے رہے۔ لیکن کسی دور میں ان کے خلاف اتنی شدت کے ساتھ عوامی مخالفت ظہور میں نہیں آئی جتنی کہ پچھلے چند ہفتوں سے پاکستان میں ظاہر ہو رہی ہے۔ کسی مذہبی جذبے میں اگر سیاسی اغراض اور اختلافات بھی شامل ہو جائیں۔ تو وہ نہایت امن سوز اور خطرناک شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پاکستان میں احمدی تحریک کے خلاف عوام کے جوش و خروش کے جو مظاہرے ہو رہے ہیں ہمارا خیال ہے کہ وہ محض مذہبی عقائد کے اختلاف تک محدود نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی پشت پر سیاسی اغراض اور جماعتی اختلافات بھی کام کر رہے ہیں۔ اگر اس قسم کے مظاہرے اسی طرح ہوتے رہے اور عوام کو قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی آزادی دی جاتی رہی تو کسی منظم حکومت کا قیام ہی دشوار نظر آتا ہے۔

افسوس ہے کہ اس وقت جبکہ پاکستان کو بیرونی اور داخلی مشکلات سے سابقہ ہے ملک کے تحفظ اور استحکام اور ترقی و بہبودی کے بہت سے مسائل درپیش ہیں۔ اتنے وسیع پیمانے پر اندرونی خلفشار برپا ہے۔ اس وقت تو پاکستان کی پوری اجتماعی قوت تعمیر اور ترقی کے کاموں میں صرف ہونی چاہیئے تھی۔ بجائے اس کے ہو کیا رہا ہے؟ ہر طرف مذہبی جنون کے مظاہرے، ہنگامے، گرفتاریاں قتل و خونریزی، حکومت امن قائم رکھنے کے لئے اور احمدی فرقہ کے افراد کے جان و مال کے تحفظ کے لئے جو کچھ کر رہی ہے وہ اس کا فرض ہے جس کو اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے۔ ہر مہذب حکومت ان حالات میں یہی کرے گی۔ لیکن مشکل یہ ہے جب کوئی مذہبی تحریک حدِ اعتدال سے متجاوز ہو جاتی ہے اور اس کو سختی سے دبانے کے لئے حکومت کی طرف سے سخت تدابیر اختیار کی جاتی ہیں تو ان کا ردِ عمل یہ ہوتا ہے کہ عوام کے جذبات کی شدت اور بڑھ جاتی ہے۔ حکومت پاکستان کو موجودہ ہیجان اور بحران کا مقابلہ بڑی ہوشمندی اور اعتدال کار کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ صرف طاقت کے استعمال ہی سے یہ بحران دور نہیں ہو سکتا۔ ضرورت اس کی بھی ہے کہ تمام حالات اور واقعات کا تجزیہ کیا جائے اور ان اسباب کی صحیح چھان بین کی جائے جو موجودہ مذہبی منافرت کے باعث ہوئے ان شکایات کی تحقیق بھی بے لاگ طور پر کی جائے۔ جو پاکستان کے احمدی فرقہ کے حکام اور افسران کی زیادتیوں کے متعلق ہیں۔ جوشیلے عوام کو پُر امن طور پر سمجھایا جائے کہ اسلام جس کے وہ نام لیوا ہیں وسیع رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن پاک میں صاف طور پر بتا دیا گیا ہے۔ کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ "دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں۔ ہر فرد کو یہ آزادی اسلام نے دی ہے کہ وہ نجات کے جس راستے کو بہتر سمجھتا ہے اپنے لئے اختیار کرے اسلام کی پوری تاریخ رواداری سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے ایک ایسے ملک میں جہاں ایک بڑی اسلامی اکثریت موجود ہے ایک کمزور اور اقلیت کے فرقے پر ایسے وحشیانہ مظالم کا ہونا ایک ایسا فعل ہے۔ جس پر جتنا بھی اظہارِ نفرت کیا جائے کم ہے۔ ہمیں احمدی عقائد کے حسن و قبح کے متعلق اس شذرے میں رائے زنی نہیں کرنی ہے نہ ہمیں اس پر بحث کرنا ہے کہ احمدی فرقہ دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں۔ ہم جس حقیقت پر زور دینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ احمدی عقائد رکھنے والے حضرات کو یہ پورا حق ہے کہ وہ آزادی اور بے فکری کے ساتھ رہ کر پاکستان میں محفوظ زندگی گذاریں اور کوئی قوت اور جماعت خواہ وہ ملک کی سب سے بڑی اکثریت ہی کیوں نہ ہو یہ حق نہیں رکھتی کہ وہ ان سے آزادی کو ان سے چھین سکیں۔ اس کا اندازہ کرنا دشوار ہے کہ جو مختلف خبریں ان ہنگاموں کے متعلق پاکستان سے آ رہی ہیں کہاں تک صحیح ہیں۔ لیکن جس حد تک بھی صحیح ہیں وہ کچھ کم افسوسناک نہیں۔ عوام کے جذبات جب بے قابو ہو جاتے ہیں جنون کی خوفناک حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ خدا کرے کہ پاکستان کے جنون زدہ عوام کو ہوش آئے اور پاکستان سے ان فتنوں کا سدِ باب ہو جائے جو پاکستان کی سالمیت کے لئے بھی ایک بڑا خطرہ بن سکتے ہیں۔

اینٹی قادیانی تحریک

اخبار "حق" لکھنؤ نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۳ء میں جو ایڈیٹوریل عنوان بالا کے تحت لکھا ہے وہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے پیش ہے۔ (ایڈیٹر)

"پاکستان سے اینٹی قادیانی تحریک کے زور و شور کی جو اطلاعات آجکل روزانہ موصول ہو رہی ہیں وہ اس قدر اثر مناک، اس قدر رنج افزا اور اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ جو ہر مسلمان کے لئے خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں بھی آباد ہو بہت زیادہ تکلیف دہ ہیں۔ گذشتہ چند روز کی لاہور کی اطلاعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں حکومت اور اینٹی احمدی مظاہرہ کنندگان کے مابین پیہم ٹکراؤ ہو رہا ہے۔ شہر میں کرفیو آرڈر لگا ہوا ہے پر جوش لیکن ناعاقبت اندیش پاکستانیوں پر حکومت کی فوج، پولیس کبھی اشک آور گیس پھینک کر انہیں منتشر کرنے کی کوشش کرتی ہے اور کبھی فائرنگ کرے۔ کرفیو آرڈر شہر میں نافذ کر دیا گیا ہے۔ اور مارشل لاء کی عملداری ہے۔ لیکن اس کے باوجود پبلک کے جوش و خروش میں کوئی کمی نہیں۔ جو خشت باری بھی کر رہی ہے۔ اور طرح طرح سے حکومت کے انتظامات میں رخنہ اندازی کی سعی بھی۔ کبھی کبھی آگ لگائی جاتی ہے اور کبھی ٹرینوں کی سروس میں بدنظمی اور اختلال پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ کشمکش اپنے شباب پر تو صرف لاہور ہی میں ہے۔ لیکن دوسرے اضلاع سے بھی اس کی تائید میں آوازیں بلند ہوتے سُنی جا رہی ہیں۔ اور تھوڑی بہت گرفتاریاں وہاں بھی کی جا رہی ہیں۔ یہ صورت حال تھوڑی ہی نہیں بہت زیادہ افسوسناک ہے۔ اور ہر مسلمان کو اپنی جگہ پر پاکستانیوں کی ان سرگرمیوں پر محجوب و خجل کرنے والی۔ ہم نہیں جانتے کہ پاکستان کے وہ افراد کہ جو پبلک کے اعتبار و اعتماد کے حامل ہیں۔ اور عوام کے مسلمہ لیڈر کہے اور سمجھے جاتے ہیں اس موقعہ پر کیوں خاموش ہیں۔ وہ عوام الناس کی صحیح راہنمائی کیوں نہیں کرتے اور پاکستان مسلم لیگ اس افسوسناک صورت حال کو ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے کیوں دیکھ رہی ہے۔ کیا وہ اس چیز کو نہیں دیکھ رہی ہے کہ یہ ہنگامہ انہیں جماعتوں کا برپا کیا ہوا ہے کہ جو اس کی اکثریت و عصبیت کو مجروح کرنے اور اس کے ہاتھ سے زمام حکومت چھینے کے منصوبوں میں ایک عرصے سے لگی ہوئی ہیں۔ وہ احرار کو جنہوں نے آج تک کبھی مسلم لیگ کا ساتھ نہیں دیا اس محاذ میں پیش پیش ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس مقصد سے کہ پاکستان کے امن و سکون کو برباد کر کے وہاں طوائف الملوکی کی فضا پیدا کر دی جائے۔ اور اس طرح مسلم لیگ اور اس کے لیڈروں کا بھرم خاک میں ملایا جائے۔ ہمارے پاکستانی بھائیوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے یہ ان کی لایعقلانہ اور ناعاقبت اندیشانہ سرگرمی ہندوستانیوں کے لئے باعث تشویش بنی ہوئی ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ ان کے اس فعل کا جواز کس چیز سے پیدا کریں۔ اسی سلسلہ کی ایک تازہ اطلاع یہ ہے کہ مولانا اختر علی خاں مالک اخبار "زمیندار" (صدر آل پاکستان مسلم نیوز پیپرس ایڈیٹرز کانفرنس) کہ جو اس میدان کے بہت بڑے مجاہد اور اس فوج کے بہت بڑے کمانڈر سمجھے جاتے تھے۔ اور جو احمدیوں کے خلاف اس تحریک کے بانیوں میں بھی تھے ایں کے آغاز کے بعد جب انہیں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ حکومت اس سلسلہ میں اپنی پالیسی میں کوئی تبدیلی کرنے پر تیار نہ ہوگی۔ کہ جس سے ممکن ہے کہ ان کے اخبار کو نقصان پہنچ جائے۔ تو انہوں نے دوسرے ہی دن سے اخبار کی پالیسی نرم کر دی اور جب پولیس ان کی گرفتاری کے لئے اُن کے گھر پہونچی تو تحریری معافی نامہ دے کر اپنی جان چھڑا لی۔ اور کہا کہ میں اس تحریک کے خلاف ہوں۔ جب عوام کے کانوں تک مولانا کی اس "قلابازی" کی اطلاع پہونچی تو ایک مجمع نے اُن کے گھر کو آ کر گھیر لیا کہ جس سے انہیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ کچھ لوگ اُن کے مکان میں داخل ہو گئے اور انہیں گھسیٹ کے نیچے لے آئے۔ اس پر مولانا نے اپنی جان کے خوف سے جتھے کی رہنمائی کرنا منظور کر لیا۔ ایک شخص نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ میں سبز جھنڈا پکڑا دیا۔ اور حکم دیا کہ "سر ظفر اللہ خاں مردہ باد" کا نعرہ بلند کرو۔ مولانا کو اپنی جان کے خوف سے مجبور ہو کر یہ سب کچھ کرنا پڑا۔

(باقی صفحہ کالم سپر)

کہ جس کے بعد وہ گرفتار کرلئے گئے۔ دوسری طرف حکومت نے اُن کا اخبار بھی ایک سال کے لئے بند کر دیا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

اب فرمایئے کہ جس تحریک کے روحِ رواں، جس کے لیڈر اور جس کے قائد اس ذہنیت کے لوگ ہوں اس تحریک کا مستقبل کیا ہوگا۔ تابناک" یا "شرمناک"
"قیاس کن زگلستان من بہار مرا"

پاکستانی علماء کی افسوسناک سیاست

اخبار "رہبر" کانپور نے اپنی ۲۷ مارچ کی اشاعت میں عنوان بالا پر مندرجہ ذیل مقالہ شائع کیا ہے۔
(ایڈیٹر)

مشہور یہ ہے کہ پاکستان میں احراریوں نے احمدیوں کے خلاف مذہب کے نام پر جو سیاسی ہنگامہ برپا کر رکھا ہے وہ سارے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ لیکن جہاں تک اخباری اطلاعات کا تعلق ہے یہ آگ پنجابی حدود میں جس تیزی سے لگی ہوئی ہے وہ کسی اور صوبے میں نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک تو صوبائی تعصب ہے دوسری پنجابی مسلمانوں کی قدیم توہم پرستی ہے پنجابی پاکستانی مرکزی حکومت سے کبھی مطمئن نہیں ہوا اس کے بس میں ہوتا تو اس قسم کے ہنگامے اس سے بہت پہلے کر کے مرکزی حکومت میں انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کرتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

ہنگامہ خواہ کم ہو یا زیادہ پاکستان میں جس طرح شروع ہوا ہے وہ افسوسناک ہے۔ اور اس سے بڑھ کر رونے کی بات یہ ہے کہ احراریوں کے اس سیاسی جال میں علماء کرام پھنس گئے ہیں۔ اور جو مسئلہ آئینی جد وجہد سے حل ہو سکتا تھا اس کے لئے غیر آئینی راستہ اختیار کرنے پڑ رہے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ احمدیوں کو کس قانون کی کس دفعہ کی رُو سے اقلیت قرار دیئے جانے اور کس جرم کی پاداش میں وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کو مستعفی ہونے کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔ اب اگر کہا جائے کہ پاکستان اسلامی (غیر احمدی) ریاست ہے تو سب سے بڑی رکاوٹ تو یہی ہے کہ پاکستان کا دستور مملکت ہی نہیں بنا ہے جس کی کسی دفعہ سے اسلامی مملکت کا ہونا ثابت ہو۔ سمجھداری کی بات یہ تھی کہ پہلے قانون بنانے پر زور دیا جاتا اور اسلامی شرعی قوانین نافذ کروائے جاتے اور نفاذ میں یہ سوال بھی اُٹھتا تو غور کے قابل بنتا۔ علماء نے ایسا نہیں کیا اور سیاسی مکر و فریب کے شکار ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج علماء سو کی افسوسناک سیاست سے ملتِ اسلامیہ تنگ آ چکی ہے۔ وہ اس الحاد و بیدینی کے شاکی ہیں۔ جو مسلمانوں کے مغربی تعلیم یافتہ طبقہ میں عام ہوتی جاری ہے لیکن وہ یہ بھولتے ہیں کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو مذہب سے دور کرنے میں مغربی تعلیم کا اتنا ہاتھ نہیں ہے جتنا کہ ان اجارہ دارانِ دین وملت کا ہاتھ ہے جو اپنے دنیاوی اغراض کی تکمیل کے لئے علماء کی مسند پر بیٹھ گئے ہیں۔ اگر آج کمیونسٹ بے دین نظر آتا ہے تو اس میں مارکس کی مادہ پرستی کا اتنا ہاتھ نہیں ہے جتنا کہ زارینہ کے اس سازشی اور غلط کار پادری کا ہاتھ ہے جس نے مذہب کو حکومت کا کھلونا بنا دیا تھا۔ ہمارے نمائشی مولویوں کی قدامت پرستی، کفر سازی، تنگ نظری اور اس قسم کی متعصبانہ روش نے تعلیم یافتہ طبقہ کو کٹھ ملاؤں و علماء محتاطین ہی سے نہیں بلکہ ان میں مذہب کی جانب سے بھی بیزاری پیدا کر دی ہے۔ پاکستان کے علماء بھی ان ہی کٹھ ملاؤں کی بدولت ایک غلط کردار پیش کر رہے ہیں۔ اس طرح وہ احمدیوں کے مقابلہ میں خود اسلام کو نقصان پہنچانے کے باعث بن رہے۔ تعلیم یافتہ مسلمان جب اس قسم کی حرکتوں کو دیکھتے ہیں اور مذہب کے نام پر علماء کرام کی تنگ نظرانہ روش کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ تو اس میں نفس مذہب کی جانب سے مایوسی پھیل جاتی ہے۔ اور کٹھ ملاؤں کی سیاسی چال کی بدولت علماء کرام کی عزت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

ترکی میں علماء کی تنگ نظری نے جو نتائج پیدا کئے وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ایران میں جو حشر ہوا وہ ہمارے سامنے ہے اور شام و مصر میں جو حالات پیدا ہوئے ان سے بھی ہم واقف ہیں بدقسمتی سے پاکستانی علماء بھی اسی راہ پر چل پڑے ہیں۔ جب پاکستان کا تعلیم یافتہ طبقہ زیادہ دنوں تک برداشت نہیں کر سکے گا۔ وہ ملک کی سالمیت پر کوئی وار دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا۔ ظاہر ہے کہ جب یہ طبقہ میدان میں آئے گا۔ تو علماء کرام کے ساتھ ہی اسلام کو بھی اسی حشر سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جس کا ایک ادنیٰ مظاہرہ ہم ترکی میں دیکھ چکے ہیں سیاست میں تخریبی مقاصد کے لئے مذہب کا استدلال حد درجہ نقصان دہ ہوا کرتا ہے۔

پاکستان میں آج مذہب کو تخریبی سیاست کا آلہ کار بنایا جا رہا ہے۔ یہ چیز مذہب کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگی۔ اور آج نہیں تو کل پاکستان کا تعلیم یافتہ طبقہ مذہب کے خلاف صف آرا ہو جائے گا۔ جس کے نتیجہ میں کم از کم یہ تو ضرور ہو جائے گا کہ پاکستان کو ایک اسلامی اور مثالی اسٹیٹ بنانے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔ اسلامی اسٹیٹ کی جگہ ویسی ہی سیکولر حکومت وجود میں آجائے گی۔ جیسی کہ تنزل خلافت اسلامی کے بعد ترکی میں وجود میں لائی گئی اگر پاکستانی علماء اسے پسند نہیں کرتے کہ پاکستان کو غیر مذہبی ریاست بنا دی جائے۔ اور وہ واقعی وہ ایک مثالی مذہبی اسٹیٹ کے قیام کے خواہشمند ہیں تو ان کو اپنی موجودہ تنگ نظری ترک کرنا پڑے گی۔ مذہب کے نام پر فتنہ آرائی کا راستہ چھوڑنا پڑے گا۔ پیر پرستوں، صوبائی متعصبین کو تختۂ مشق نہیں بنایا جائے گا۔

لکھنؤ شہر میں زبانوں کے تازہ اعداد و شمار

لکھنؤ یونیورسٹی کے ادارہ اینتھروپالوجی اینڈ لنگوسٹک نے لکھنؤ شہر کی زبانوں کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار دیئے ہیں:۔

(۱) ۲ لاکھ ۶۵ ہزار کی زبان ہندی ہے۔
(۲)۔ ایک لاکھ ۲۳ ہزار اشخاص کی زبان اُردو ہے۔
(۳) ۱۹ ہزار اشخاص کی زبان پنجابی ہے۔
(۴) ساڑھے سات ہزار اشخاص کی زبان بنگالی ہے۔
(۵) ۵ ہزار اشخاص کی زبان سندھی ہے۔

(بحوالہ اخبار الجمعیتہ دہلی مورخہ ۱۹ مارچ)

تصحیح

اقبال احمد ولد بشیر احمد صاحب۔ ساکنہ حیدرآباد کا نکاح امت البشیر بیگم صاحبہ بنت سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر سے ہوا۔ اخبار بدر مجریہ ۷ مارچ میں مبارک احمد کا نام غلطی سے لکھا گیا ہے۔ دفتر امورِ عامہ کے نکاح کے فارم میں یہی اقبال احمد ہی نام درج ہے۔

(محمد اسمٰعیل فاضل وکیل یادگیر)

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار ۲۶ برس سے متعدد دردناک عوارض میں مبتلا ہے۔ اور مراق تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ تمام احباب سے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔
(خاکسار ریاضت علی احمد سیکرٹری تبلیغ سمبلپور اڑیسہ)

۲۔ ہم طلباء مولوی فاضل کلاس جامعہ احمدیہ احمدنگر تمام احباب جماعت خصوصاً درویشان قادیان سے امتحان مولوی فاضل میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا عرض کرتے ہیں۔
(طلباء مولوی فاضل کلاس جامعہ احمدیہ احمدنگر)

(۳) میری والدہ محترمہ عرصہ تین ماہ سے معدہ کی خرابی کے باعث بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔
(عبدالحمید ملکانہ از قادیان)

ولادتیں

۱۔ اللہ تعالےٰ نے میرے گھر لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو عمر و اقبال میں ترقی عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔
(محمد عبداللہ سیکرٹری تعلیم و تربیت و قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد)

۲۔ مورخہ ۸/۳/۵۲ کو خدا تعالےٰ نے اس عاجز کو لڑکی عطا فرمائی ہے۔ جو عزیزم محمد علی شاہ کھدر کی صاحبزادی ہے۔ تمام بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے التماس ہے کہ دعا فرمائیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے بچی کی عمر دراز و بلند طالع اور صالحہ کرے۔ اور اپنے والدین کے لئے اسے قرۃ العین بنائے آمین۔
(خاکسار کالے خاں پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سری پار اڑیسہ)

مقابلہ صحت جسمانی میں اول

یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ مولوی غلام حیدر خاں صاحب احمدی کا کمسن لڑکا رفیق احمد خاں عمر ایک سال ۵ ماہ سال گذشتہ اور امسال کی نمائش اطفال میں جو آل انڈیا صنعتی نمائش حیدرآباد میں منعقد ہوئی تھی۔ صحت کے لحاظ سے اول نمبر پر رہا اور انعامات حاصل کئے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے اور آئندہ روحانی اعتبار سے بھی خدمت دین میں نمایاں امتیاز حاصل کرے۔

سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ حیدرآباد

اخبار ریاست کے سلسلہ مضامین پر ایک نظر

(قسط نمبر ۱)

اس وقت میرے زیر مولوی محمد حبیب صاحب بارہ بنکوی کا وہ مضمون ہے۔ جو اخبار ریاست جدید کا پنور کے چند کالموں میں درج ہوا ہے بغیر اس کے کہ جناب ایڈیٹر صاحب کے تعارفی نوٹ پر اظہار خیال کریں ہم اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

جناب مولوی محمد حبیب صاحب نے اپنے مضمون میں جن اعتراضات کا ذکر کیا ہے۔ اور جو زبان طعن دراز کی ہے۔ وہ کوئی نئی اور اچنبھی بات نہیں بلکہ اس قسم کے استہزاء اور تخفیف کا طریق ہر امام و مرسل کے مخالفین کی طرف سے ہوتا رہا۔ بلکہ خود سرور دو عالم سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات بھی ایسے اعتراضات سے نہ بچ سکی۔ چنانچہ قرآن پاک میں خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ اور فرمایا تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ۔

خدا تعالیٰ ایسے علماء کو ہدایت دے تا انہیں اصل روح اور اخلاق اسلام کو قائم کرنے کی توفیق ملے۔ آمین۔

منصب نبوت در خیر امت

مولانا صاحب فرماتے ہیں:۔

"بنص قرآن و حدیث۔ اجماع امت و ائمہ مجتہدین سلفاً و خلفاً تمام ہی مسلمانوں کا مذہب اور عقیدہ ہے۔ کہ جناب سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں" یہاں تک تو ہمیں اتفاق ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا بھی اسی پر ایمان ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و افضل الرسل ہیں۔ لیکن اس کے بعد کا فقرہ:۔

"اور منصب نبوت مسدود ہو چکا ہے۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے نہ ہوگا۔ تشریعی و غیر تشریعی اور ظلی و بروزی نبی ہونا منگھڑت ہے۔ مکر ہے۔ فریب ہے۔ جس کا حدیث، قرآن میں کہیں پتہ نہیں ہے"

یہ فقرات مضمون نگار صاحب کی علمیت کو طشت از بام کر رہے ہیں۔ اور ان کی اسلامی لٹریچر سے عدم واقفیت کا اظہار کر رہے ہیں ذرا سورۃ فاتحہ کی آیت:۔

"اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم"

پر نظر کی جائے جس میں امت محمدیہ کو یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ جس کی تفصیل سورۃ نساء کی ان آیات میں بیان کی گئی ہے:۔

ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیراً لھم واشد تثبیتاہ واذاً لاٰتیناھم من لدنا اجراً عظیماہ ولھدیناھم صراطاً مستقیماہ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً (ع)

یعنی (اگر کہ دو مسلمان بجائے نافرمانیوں کے حقیقی اطاعت کا نمونہ دکھائیں اور) جو ان کو کہا جاتا ہے۔ اس پر عمل کریں تو اس کا نتیجہ ان کے حق میں بہت ہی اچھا نکلے اور اس سے ان کے ایمان مضبوط ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ کی درگاہ سے انہیں بہت بڑا اجر ملے اور اللہ تعالےٰ انہیں صراط مستقیم دکھائے اور انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جو اللہ اور اس کے اس رسول یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ اپنے منعم علیہ لوگوں میں شامل کرتا ہے۔ یعنی نبیوں میں صدیقوں میں شہیدوں اور صالحین میں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں"

اس آیت میں مسلمانوں کے لئے جو انعامات مقدر ہیں۔ ان کا ذکر ہے۔ اور وہی سورت فاتحہ والے الفاظ ہیں یعنی صراط مستقیم دکھانا اور صراط مستقیم بھی ان لوگوں کا جو منعم علیہ گروہ تھا۔ اور منعم علیہ گروہ کی تشریح فرمائی ہے۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح جس سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کو سورت فاتحہ میں جن اعلےٰ انعامات کے طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دینی لحاظ سے اس سے مراد اعلےٰ روحانی مقامات ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ سب کے سب مسلمانوں کو ملیں گے۔

یہ تو ہوا منصب نبوت کے غیر مسدود ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے اب لیجئے حدیث شریف سے اس کا ثبوت۔

ابن ماجہ کتاب الجنائز میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل روایت آئی ہے۔ حضور نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر فرمایا۔

لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔

یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔

اس حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے بعد مشہور محدث ملا علی قاری اپنی کتاب موضوعات کبیر صفحہ ۵۸ و ۵۹ میں فرماتے ہیں:۔

قلتُ مع ھذا لو عاش ابراھیم وصار نبیاً وکذا لو صار عمر نبیاً لکانا من اتباعہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... فلا یناقض قولہ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا نبیّ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ۔

میں کہتا ہوں اس کے ساتھ اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے نیز اگر حضرت عمر رض نبی ہو جاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں سے ہوتے .... پس یہ آیت خاتم النبیین کے مخالف نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت سے نہ ہو۔

پھر حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں:۔

قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبیّ بعدہٗ۔

(درمنثور جلدہ ۵ ص ۲۰۴ و تکملہ مجمع البحار ص ۸۵)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو بیشک سمجھو لیکن یہ نہ کہو کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس قول کو درج کرنے کے بعد امام محمد طاہر سندھی رح فرماتے ہیں۔

ھذا ناظر الی نزول عیسیٰ ھذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبیّ ینسخ شرعہ۔

یعنی ام المومنین حضرت عائشہ کا یہ قول کہ مسیح موعود نبی اللہ کی آمد کو مدنظر رکھ کر فرمایا گیا ہے۔ اور یہ حدیث نبوی لا نبی بعدی کے مخالف نہیں۔ کیونکہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ایسا نبی نہ ہوگا۔ جو حضور کی شریعت کو منسوخ کر دے۔

اسی طرح حضرت شیخ محی الدین ابن عربی، حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رح۔ عارف ربانی سید عبدالکریم جیلانی، حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی اور حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتی بانی مدرسہ دیوبند وغیرہم بزرگان سلف و ائمہ کبار اسی خیال کی تائید کرتے ہیں جب آپ کا منصب نبوت مسدود قرار دینے کے بارہ میں اجماع کہاں گیا؟ ان بزرگان کرام کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ جو نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منصب نبوت کھلا ہونے کے معتقد ہیں۔ بلکہ نبوت غیر تشریعی کے اجراء کے بھی قائل ہیں۔

کیا بقول مضمون نگار صاحب یہ امر منگھڑت ہے۔ مکر ہے۔ فریب ہے جس کا حدیث و قرآن میں بھی کہیں پتہ نہیں ہے۔ اور کیا آپ نے ہی ایسے مکر و فریب اور دھوکہ دہی سے کام نہیں لیا۔ لا یحیق المکر السیئ الا باھلہ

آگے چلکے ارشاد ہوتا ہے:۔

"منصب نبوت مسدود ہو چکا ہے۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ ہوگا ....

البتہ کچھ دجال ہوں گے۔ جو نبوت کا دعویٰ کریں گے اور جھوٹے ہوں گے چنانچہ ایسے کئی عالم میں پیدا ہوتے رہے اور شاید پیدا ہوتے رہیں گے"

خوب فرمایا۔ قرآن پاک تو سرور دو عالم کو رحمۃ للعالمین کا خطاب دیتا ہے اور امت محمدیہ کو خیر امۃ کہہ کر پکارتا ہے۔ مگر آپ ہیں کہ دجالوں کے لئے دروازہ کھلا چھوڑتے ہیں۔ مگر امت مرحومہ میں ایک بھی صادق کے آنے کی گنجائش نہیں پاتے۔ پھر امت محمدیہ خیر امۃ کیسے ٹھیری۔ افسوس ایسے تنگ نظروں نے ہی تو آج دنیا بھر میں اسلام کو بدنام کر رکھا ہے۔ حالانکہ اسلام ایک کامل اور زندہ مذہب ہے جس کی دائمی زندگی کا ثبوت ہر زمانہ میں ملتا رہا ہے۔ تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا کی مبارک آیت میں اسی کا دعوےٰ کیا گیا ہے۔

افلا یتدبرون القراٰن ام علیٰ قلوبٍ اقفالھا۔

بارہ بنکوی اخلاق کا نمونہ

اس کے بعد مضمون نگار نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات مقدس کے بارہ میں دل کھول کر سوقیانہ و غیر شریفانہ عبارت لکھی ہم مولانا صاحب سے باادب دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ کی یہ عبارت اخلاق محمدی کا نمونہ ہے؟ قرآن پاک تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم۔ افسوس کہ آپ توقف مداہ ...

ؔ اس کے متعلق رسالہ تجلیات الٰہیہ؟ حقیقت میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اپنی تصنیفات سے اصل حوالجات درج کئے گئے ہیں۔ منہ

شدت غیظ و غضب میں اصل تعلیم اسلام کو ہی خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ مانا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ مگر یہ تو خیال کیا ہوتا کہ لاکھوں کی جماعت انہیں خدا تعالےٰ کا فرستادہ اور نبی یقین کرتی ہے۔ آخر وہ بھی اپنے دل میں کچھ احساسات و جذبات رکھتے ہیں۔ کیا ایسے دلآزار طریق پر کسی کے مقابل، عزت پیشوا کو یاد کرنا تعلیم قرآنی کا مقتضیٰ ہے

خیر ہم اس نوٹ کے ساتھ مولانا صاحب کے مضمون کے اس حصہ کو ترک کر کے اس کا فیصلہ ہر دو مضامین پڑھنے والوں پر چھوڑتے ہیں۔

علمیت کا اظہار

آگے چل کر مولانا صاحب حضرت مرزا صاحب کا تعارف کراتے ہیں، اور حضور کی تعلیم کو از راہ استخفاف ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:۔

"اردو فارسی اور قدرے قلیل عربی یہ آپ کا علم تھا"۔

اس فقرہ سے اپنی علمیت کا اظہار اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کا استخفاف مقصود ہے۔ گویا ان کے نزدیک امام وقت باقاعدہ کسی مدرسہ یا یونیورسٹی کا فارغ التحصیل علامہ اور مولانا ہونا چاہیئے تھا۔ ورنہ ان کی نظروں میں اس کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

یہ درست ہے انہیں کے بھائی بندوں نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر بھی یہی کہا تھا۔

لولا انزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم۔

ہوا یوں دنیا کا اس نے روحانی پیشواؤں کو ہمیشہ ہی مادی نگاہوں سے پرکھنا چاہا۔ حالانکہ آسمانی وجودوں کی پہچان کے لئے روحانی آنکھوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

بیشک حضرت مرزا صاحب بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کسی یونیورسٹی کے باقاعدہ سند یافتہ نہ تھے۔ لیکن انسان اپنے کلام اور مقام سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی ۸۰ سے زائد تصنیفات دنیا کے سامنے ہیں۔ جن میں سے اکیس کتابیں آپ نے فصیح و بلیغ عربی زبان میں تحریر فرمائی ہیں۔

ہاں یہی قدرے قلیل عربی تھی جس نے عرب و عجم کے علماء کو ساکت کر دیا۔ اور آج تک کوئی شخص بھی فصیح و بلیغ عربی نویسی میں مقابلہ نہ کر سکا۔ بطور مثال آپ کا صرف ایک ہی چیلنج درج کیا جاتا ہے:۔

آپ نے عربی زبان میں سورت فاتحہ کی تفسیر بنام "اعجاز المسیح" ایک قلیل مدت میں لکھی تو ساتھ ہی چیلنج بھی کیا:۔

مَنْ قام للجواب و تنمّر فسوف

یَرٰی اَنّہٗ تندّم و تدمّر۔ یعنی جو شخص جوش سے مجبور کر اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے طیار ہوگا وہ عنقریب دیکھ لے گا کہ وہ نادم ہؤا اور حسرت کے ساتھ اُس کا خاتمہ ہؤا"۔

(نزول المسیح ص ۱۹۳)

ذرا اس چیلنج کو پڑھیئے اور اپنے علماء سے دریافت کیجئے کہ اگر ان میں ہمت تھی اور وہ کچھ لیاقت کے مالک تھے تو اس کا جواب لکھنے کی جرأت کیوں نہ کی؟

فضیحتِ معیشت؟

قولہٗ ۔ "فضیق معیشت یعنی پندرہ روپیہ ماہوار کی آمدنی (ہاں اس کا علم نہیں کہ رشوت کی آمدنی کہاں تک ہوتی ہوگی) سے تنگ آ کر نبوت کی ٹھان بیٹھے

الدنیا زور لا یحصل الا بالزور
دنیا جھوٹی جھوٹ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

اور کامیاب بھی رہے"۔

مولانا صاحب بتایئے کیا یہی تعلیم اسلامی آپ نے قرآن پاک میں دیکھی ہے۔ آخر

یا ایّھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظنّ انّ بعض الظنّ اثم ولا تجسّسوا۔

اے مومنو بہت سی بدگمانیوں سے بچو اس لئے کہ بعض بدگمانیاں انسان کو گناہ تک لے جاتی ہیں اور تم کسی کو غلطی کی ٹوہ میں ہی نہ لگے رہو۔ کے حکم قرآنی سے آپ اپنے تئیں کیونکر بالا سمجھتے ہیں۔

رہا حضرت مرزا صاحب کا سیالکوٹ میں محرری کرنے اور قلیل آمدنی رکھنا تو آپ نے کبھی سوچا کہ یہی اعتراض سردار دو جہاںؐ پر تو نہیں پڑتا۔ ذرا حدیث کھول کر اس روایت کا مطالعہ کیجئے۔

ما من نبی الا رعی الغنم قالوا وانت یا رسول اللہ قال نعم کنت ارعاھا علی قراریط لاھل مکۃ۔

(یعنی ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ حضور آپ نے بھی؟ فرمایا ہاں میں چند قیراط پر مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔)

اب فرمایئے آپ کا کیا فتوےٰ ہے

حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے انبیاء اور رسل جن کے ذریعہ ایک دنیا کی اصلاح منظور ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی حکمت کے ماتحت ایسے حالات میں سے گزارے جاتے ہیں۔ جس سے انہیں ذاتی تجارب اور واقفیت ہو جاتی ہے۔ کہ دنیا کس طرح بداعمالی میں مبتلا ہے تا بعد میں اصلاح نفوس کو باحسن وجوہ انجام دے سکیں۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی

ابتدائی سیالکوٹ میں ملازمت کا ذکر خود ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"چونکہ میرا ابدار رہنا میرے والد صاحب پر بہت گراں تھا اس لئے اُن کے حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق تھا میں نے استعفاء دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے خلاف تھی سبکدوش کر دیا۔ اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔

اس تجربہ سے مجھے معلوم ہؤا کہ اکثر نوکری پیشہ نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان میں بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جو پورے طور پر صوم اور صلوٰۃ کے پابند ہوں اور جو اُن ناجائز حظوظ سے اپنے تئیں بچا سکیں۔ جو ابتلاء کے طور پر ان کو پیش آتے رہتے ہیں۔ میں ہمیشہ ان کے منہ دیکھ کر حیران رہا اور اکثر کو ایسا پایا کہ ان کی تمام دلی خواہشیں مال و متاع تک خواہ حلال کی وجہ سے ہو یا حرام کے ذریعے سے محدود تھیں۔ اور بہتوں کی دن رات کی کوششیں صرف اس مختصر زندگی کی دنیوی ترقی کے لئے مصروف پائیں۔

میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے۔ کہ جو محض خدا تعالےٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاق فاضلہ حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردی مخلوق اور پاک باطنی اور اکل حلال اور صدق مقال اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ بلکہ بعضوں کو تکبر اور بدچلنی اور لاپرواہی دین اور طرح طرح کے اخلاق رذیلہ میں شیطان کے بھائی پایا۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ کی یہ حکمت تھی۔ کہ ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع کے انسانوں کا مجھے تجربہ حاصل ہو۔ اس لئے ہر ایک صحبت میں مجھے رہنا پڑا۔ اور بقول صاحب مثنوی رومی وہ تمام ایام بکمال کراہت اور درد کے ساتھ میں نے بسر کئے ؎

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نجست اسرار من

(کتاب البریہ ص ۱۵۳ و ۱۵۴ حاشیہ)

بایں ہمہ آپ کے خاندان کی مالی حالت ایسی بُری نہ تھی جس کا اظہار مولانا نے فرمایا ہے:۔ یا تو آپ نے عمداً غلط بیانی سے کام لیا ہے اور یا پھر آپ کی حد درجہ عدم واقفیت ہے۔ ورنہ اگر وہ سر لیپل گریفن کی کتاب "پنجاب چیفس" میں سے حضرت مرزا صاحب کے خاندانی حالات مطالعہ فرمایئے تو کافی تسلی ہو جاتی۔ مولانا صاحب کی واقفیت کے لئے ہم ذیل میں اس کے چند فقرات درج کر دیتے ہیں۔

"کئی پشتوں تک یہ خاندان شاہی عہدِ حکومت میں معزز عہدوں پر ممتاز رہا۔ ...... الحاق کے موقعہ پر اس خاندان کی جاگیر ضبط کی گئی۔ مگر ۔۔ روپیہ کی ایک پنشن غلام مرتضیٰ اور اس کے بھائیوں کو عطا کی گئی۔ اور قادیان اور اس کے گرد و نواح کے مواضعات پر ان کے حقوق مالکانہ رہے۔ ....

...... اس خاندان کے سالم موضع قادیان پر جو ایک بڑا موضع ہے حقوق مالکانہ ہیں۔ اور نیز تین ملحقہ مواضعات پر بشرح پانچ فیصدی حقوق تعلقداری حاصل ہیں"۔

اظہارِ حسد

اس کے بعد مولانا صاحب حضرت مرزا صاحب کی اقتصادی ترقی پر تکلیف محسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ابتداءً پندرہ روپے دیکھو اور انتہاء یہ دیکھو کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے صاحبزادے مرزا محمود نے ڈیڑھ لاکھ کی جائیداد و ریاست اور زمینداری خریدی"۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ آپ کے بھائی بندوں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا تھا:۔

"ما لھذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق"۔

پھر بتایئے اسلام نے کہاں جائیداد ریاست اور زمینداری سے ممانعت فرمائی ہے کہ آپ کو کوئی امر خلاف شرع نظر آیا اور آپ کو بُرا لگا ہے۔ کیا آپ نے قرآن پاک میں ذکر ورثہ سلیمان و داؤد نہیں پڑھا۔ کیا نبوت و رسالت بھی میراث میں ملا کرتی ہے؟ یا ملک و دولت اب آپ کا کیا فتوےٰ ہے؟

مولانا! آپ نے ذرا بھی تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا ہوتا تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ابتدائے قبول اسلام کے وقت مالی حالت کیسی تھی۔ اور انتہاء کیا ہوئی دیکھیئے بطور مثال بخاری شریف سے صرف حضرت زبیرؓ کی جائداد کے حصہ کی مالیت ملاحظہ ہو۔

وکان الزبیر قد اشتری الغابۃ بسبعین و مائۃ الف۔

صفحہ ۹ سے آگے

کہ حضرت زبیرؓ نے ایک لاکھ ستر ہزار کی جائیداد خرید کی۔ جس کی قیمت اُن کی وفات کے وقت بہت بڑھ چکی تھی۔ چنانچہ اسی روایت کے آخری الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وکان للزبیر اربع نسوۃ فاصاب کل امراۃ الف الف ومائتا الف فجمیع مالہ خمسون الف الف ومائتا الف۔ رواہ البخاری بحوالہ ریاض الصالحین

یعنی وفات کے وقت حضرت زبیر کی چار بیویاں تھیں اور ہر بیوی کو بارہ بارہ لاکھ کا حصہ ملا۔ اور اُن کی کل جائداد کی مالیت پانچ کروڑ دو لاکھ تھی۔

اب بتایئے ان بزرگان کی جائدادیں کس قسم کی ہیں۔ اس پر وہی منطقی دلیل قائم کرکے دیکھیئے۔ آپ کا ایمان قائم رہتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی یہ قدیم سے سنت چلی آتی ہے۔ کہ جس طرح وہ اپنے انبیاء اور مرسلین کو روحانی طور پر ترقی دیتا ہے اور اُن کی آواز میں تاثیر پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح وہ اُن کی ظاہری اقتصادی حالت کو بھی اپنے فضل و کرم کے ساتھ سنوار دیتا ہے۔ تا پاکبازوں کی یہ جماعت خدا تعالےٰ کے ظاہری اور باطنی ہر قسم کے انعامات کی وارث بنے۔ تاریخ عالم سے کسی نبی یا رسول اور اسکی اُمت کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی کہ جسے خدا تعالےٰ نے اپنے ظاہری فضلوں اور برکتوں سے وافر حصہ نہ دیا ہو۔

پس مولانا آپ کا ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی ابتداء تنگیٔ معیشت کا ذکر کرنا اور اس کے بعد آپ کے صاحبزادے اور جماعت کے موجودہ امام کی جائیداد و ریاست کا مالک بن جانے کا اقرار اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کے خاندان پر اپنے فضل و احسان کی خاص بارش برسائی ورنہ اگر آپ نعوذ باللہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہوتے تو اس قدر پروان کیونکر چڑھتے۔ اور سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ کے مال و دولت میں برکت خود حضرت بانیٔ سلسلہ کی صداقت کی ایک واضح دلیل ہے۔ کیونکہ آپ نے ابتداء میں ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔

"دے اسکو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا"

پس آپ کی دولت کی زیادتی حضرت بانیٔ سلسلہ کی قبولیت دعا اور صداقت کی ایک واضح دلیل ہے۔ فھل من مدکر۔ کیا سورۃ الحاقہ میں جھوٹے مدعی الہام کے لئے ہلاکت و بربادی کا وعدہ کیا گیا ہے یا بابرگ و بار ہونے اور پھولنے پھلنے کا۔ افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ان کے ایک ایک فقرہ سے خدا کی کتاب کے کس کس حصہ پر اعتراض پڑتا ہے۔ اور اس سے کس قدر ان کی اپنی بے علمی بے بضاعتی ثابت ہوتی ہے۔

بد دعائیں

قولہ:۔ "ان کے (مرزا صاحب کے) اسوۂ حسنہ یہ مخصوص چیزیں ہیں۔ بد دعا کرنا۔ نیک دعا تو کبھی کسی کے حق میں بھولے سے بھی نہ کی ہوگی۔ یا شاذ و نادر۔ زلزلے آنے کی دعائیں طوفان آنے کی دعائیں۔ وبائی امراض ہیضہ۔ طاعون آنے کی دعائیں یہ آپ کا دن رات کا شغل تھا۔"

اقول۔ اوّل تو یہ سراسر غلط ہے کہ آپ نے صرف بد دعائیں کیں۔ نیک دعا کبھی کسی کے حق میں بھولے سے بھی نہ کی ہوگی۔ تعصب کی پٹی اُتار کر صدق دل سے احمدیت کا لٹریچر مطالعہ فرمائیں۔ اور حالات کو دیکھیں اور کم سے کم کسی احمدی سے مل کر اس کا علم حاصل کریں۔ جب آپ نے سلسلہ کا لٹریچر ہی مطالعہ نہیں کیا تو آپ کو حضور کی نیک دعاؤں کا حصہ کس طرح نظر آسکتا ہے؟

رہا مطلق بد دعا کرنا تو یہ شرعاً منع نہیں کیا۔ خدا تعالےٰ کے کلام میں الا لعنۃ اللّٰہ علی الکذبین۔ ویل للمکذبین۔ ویل للمطففین۔ وغیرہ بد دعائیں نہیں؟ اور رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیاراً وغیرہ انبیاء کی ایسی دعائیں مذکور نہیں؟ پھر ماسوا اس کے احادیث میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معاندین اسلام کے متعلق بد دعائیں مذکور ہیں۔ کیا آپ رعل ذکوان وغیرہ قبائل کے متعلق متواتر چالیس روز بد دعا نہیں کرتے رہے۔ کیا آپ نے کفار قریش کے متعلق سات سالہ قحط کی بد دعا نہیں کی جس کے نتیجہ میں عرب کی سرزمین پر ایسا شدید قحط پڑا کہ لوگوں نے خشک چمڑے اُبال اُبال کر کھائے۔

پھر کیا آپ کے ذریعہ آپ کے دشمنوں کو عذاب جنگ میں مبتلا نہیں کیا گیا۔ کیا آپ کی بد دعا سے آپ کے دشمن ہلاک و برباد نہیں ہوئے۔ اور ایسے معاندین کی زندگی کا خاتمہ دین اسلام کی صداقت اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل نہیں بنتا؟

سچ ہے احسان فراموش انسان سب کچھ بھول کر یہی کہا کرتا ہے۔ ناسمجھ مریض کے حافظہ میں ڈاکٹر کی کڑوی دوا ہی محفوظ رہتی ہے مگر شفا جیسی نعمت کو بھول جاتا ہے۔

مہربان من حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے متعدد نیک دعائیں بے شمار انسانوں کے حق میں کیں ایک دنیا نے ان سے وافر حصہ لیا اور لے رہی ہے۔

عظیم الشان پیشگوئیاں

اس کے بعد جناب مضمون نگار کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض عظیم الشان پیشگوئیوں پر پھبتی اُڑاتے ہوئے فرماتے ہیں

قولہ:۔ "تکوینی حوادثات کہیں زلزلہ آیا۔ ہیضہ طاعون پھیل گیا۔ مری پڑ گئی۔ آپ ایسی خبریں سُن کر بہت خوش ہوتے تھے کہ میں نبی ہوں۔ میری تکذیب کی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی عادت ہے۔ جب نبی جھٹلایا جاتا ہے۔ تو دنیا میں عذاب آتا ہے۔"

اقول۔ ہمیں تکوینی حوادثات سے انکار نہیں۔ لیکن جن حوادثات عظیمہ کے متعلق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خبریں دیں۔ وہ اگرچہ نوعیت کے اعتبار سے تکوینی حوادثات کے مشابہ ہیں۔ لیکن بلحاظ اپنی کیفیت وکمیت اور تعیین کے بالکل مختلف ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ عالم الغیب خدا بعض اوقات انہیں امور کو اپنے مامور و مرسل کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کے لئے بطور نشان بنا دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید۔ صحف اولیٰ اور انبیاء سابقین کی سیرتوں کے مطالعہ سے اس قسم کی بکثرت مثالیں مل سکتی ہیں۔ کیا ثمود وغیرہ اقوام اس قسم کے زلازل کا شکار نہ ہوئی تھیں۔ کیا موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے مخالفین ایسی ہی وبائی امراض سے تباہ نہ ہوئے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان حوادثات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم حوادثات وہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے عام قانون قدرت کے ماتحت رونما ہوتے ہیں۔ لیکن دوسری قسم ایسے حوادثات عظیمہ کی ہے۔ جن کو خدا تعالےٰ غیر معمولی اور خارق عادت صورت دے کر اس زمانہ کے مامور اور مصلح کی صداقت کی دلیل ٹھیراتا ہے

رہا خدا تعالےٰ کا فرمان "ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" سو یہ اس زمانہ میں غیر معمولی حوادثات کی وجہ سے روز روشن کی طرح .... پورا ہو رہا ہے۔ افسوس مسلمان کہلانے والے ہی اس عظیم الشان قرآنی صداقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں

؎ من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

اخلاق کا نمونہ

قولہ:۔ "فحش گوئی اور بدزبانی آپ کی فطرت کا توام تھا۔ گویا منہ میں لگام نہ تھی۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کو گالیاں دیں جناب مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں گالیاں مرزا صاحب اور ان کی جماعت احمدیہ کا دن رات کا وظیفہ ہے۔"

اقول۔ سبحان اللہ کیا گہر افشانی کی اور کیا عمدہ نمونہ اخلاق محمدی کا آپ نے پیش کیا۔ آپ کی نقل کردہ عبارت آپ پر وہی اعتراض وارد کر رہی ہے۔ جو آپ بانیٔ سلسلہ پر لگاتے ہیں۔ مہربان من! اس قسم کی گہر افشانی آپ لوگوں کا ہی حصہ ہے۔ جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی بفضلہٖ تعالےٰ اس سے کوسوں دور ہیں۔ البتہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض کتابوں میں کسی قدر سخت الفاظ فرد ہیں۔ لیکن وہ محض مدمقابل کے مسلمات کے مطابق الزامی جواب کی حد تک اور جوابًا ہیں۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اصولی طور پر اس کے متعلق فرمایا:۔

"بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زانی لکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی گالیاں دی ہیں۔ .... اور مسلمانوں کو واضح رہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں۔ کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۹ حاشیہ)

"ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں۔ سو ہماری کتاب میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں ہے۔ جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو اور کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔"

(ایام الصلح ص۲ ٹائیٹل پیج)

اسی طرح فرمایا:۔

"موسوی کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اس کی عزت کرتا ہوں۔ جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے۔ وہ شخص جو کہتا ہے کہ میں

مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اُس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں "۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

کذب بیانی

قولہ:۔ " کذب بیانی اور غلط حوالجات یہ مرزا جی کی نبوت میں بنیادی چیز ہے۔ کوئی آپ کی تالیف و تصنیف ایسی نہیں جس میں جھوٹ۔ افتراء۔ بہتان۔ غلط حوالجات۔ قرآن مجید اور احادیث شریف کے انتساب کے ساتھ نہ کئے گئے ہوں "۔

اقول۔ افسوس ہے کہ جناب مضمون نگار نے یہ بات بھی خلاف واقعہ اور غلط لکھی ہے۔ بلکہ مضمون زیر نظر میں کذب بیانی۔ حوالجات کی کتر و بیونت خود کی ہے۔

رہا اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۰ کا حوالہ جسے آپ نے گویا اپنی تحقیق کے نچوڑ کے طور پر پیش کیا اس کے ثبوت میں سورت صف کا بغور مطالعہ فرمائیں نیز مزید تسلی کے لئے مندرجہ ذیل حوالجات کافی ہیں ؎

گر دل میں ہو خوف کردگار

نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال اپنی کتاب حج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

مہدی علیہ السلام جب سنت کو رائج کریں گے تو علماء وقت کو خوگر تقلید فقہا و اقتدا ئے مشائخ و آباء خود باشند گویند کہ ایں شخص خانہ انداز دین و ملت است و بمخالفت برخیزند بحسب عادت خود حکم بہ تکفیر و تضلیل وے کنند "۔

یعنی جب مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ تو اس زمانہ کے علماء جو فقہا کی تقلید اور اپنے آباء و مشائخ کی اقتداء کے عادی اور خوگر ہوں گے۔ اس کے متعلق کہیں گے۔ کہ یہ تو ہمارے دین کو خراب کرتا ہے۔ اور سب اس کی مخالفت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور کفر کے فتوے دینے کے عادی ہونے کی وجہ سے اُسے کافر اور گمراہ قرار دیں گے۔

۲۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد ۲ مکتوب نمبر ۵۵ صفحہ ۱۰۷ میں فرماتے ہیں :۔

" علماء ظواہر مجتہدات او را (علی نبینا علیہ السلام) از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند "۔

کہ جب مہدی علیہ السلام قرآن مجید سے اجتہادات کریں گے۔ تو علماء ظواہر اُن کا انکار کریں گے

(باقی آئندہ)

(محمد حفیظ بقاپوری)

درویش فنڈ اور احباب جماعت

احباب کرام کو علم ہے کہ چونکہ صدر انجمن احمدیہ درویشان قادیان کے مستقل اخراجات کا بوجھ برداشت کرنے کی متحمل نہیں ہے۔ اور درویشان قادیان کے گذارے کا سوال بھی اب اہم ہے کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ سو اس غرض کے لئے یہ معاملہ ۱۹۵۱ء کے جلسہ سالانہ پر جملہ نمائندگان جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ اور احباب جماعت کے متفقہ فیصلہ کی روشنی میں یہ طے پایا تھا۔ کہ جس طرح درویشوں کے اہل و عیال مقیم پاکستان کی امداد کے لئے پاکستان میں ایک فنڈ بعد امداد درویشان کی تحریک حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جاتی ہے اسی طرح صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بھی درویشوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تحریک درویش فنڈ جاری کر کے ہندوستان کے صاحب ثروت مخیر احباب سے خاص طور پر امداد کی اپیل کی جاوے۔

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اس تحریک کو پسند فرمایا۔ دو تائید میں ارشاد فرمایا۔ کہ:۔

...... ہمارا فرض ہے کہ ہم قادیان میں رہنے والے درویشوں کی دلجمعی کی پوری کوشش کریں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بھی اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

در اصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ مگر تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہ پا سکا اور صرف قلیل حصہ کو ہی یہ سعادت نصیب ہوئی۔ کہ وہ موجودہ حالات میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لادیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں۔ اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں۔ جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں۔ حقیقتاً ہم پر درویشوں کا احسان ہے۔ کہ وہ کیسا بڑی قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ یا خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ محبت کا ایک تحفہ ہے۔ جو شکریہ اور قدردانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

احباب حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں تحریک درویش فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کو پوری طرح سمجھیں اور اس میں حسب توفیق زیادہ سے زیادہ رقم ماہوار کی مستقل امداد کے وعدے بھجوائیں اور وعدوں کی رقوم ماہ بماہ باقاعدگی سے مرکز میں بھجوا کر اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنیں اور جو دوست کسی مجبوری کی بناء پر مستقل امداد کا وعدہ بھجوانے کی مقدرت نہ رکھتے ہوں۔ تو انہیں بھی چاہیئے کہ وہ بھی کچھ رقم بالمقطع حسب توفیق اپنے دیگر چندوں کے ساتھ اس فنڈ میں ادا کر کے ثواب حاصل کریں۔ تا وہ بھی اس تحریک میں شامل ہونے کے ثواب سے محروم نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

اکتیس ۳۱ مارچ

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپ کو توفیق بخشی کہ آپ تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہونے کی سعادت رکھتے ہیں۔ آپ کا وعدہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری کے بعد ریکارڈ ہو چکا ہے۔ اور اب اس وعدے کی ادائیگی کا وقت ہے۔ حضور تحریک کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں :۔

(۱) " بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے "۔

(۲) " غرض یہ ایسی تحریک ہے جس کے بابرکت ہونے کے متعلق بیسیوں رؤیا، کشوف اور الہامات کی شہادت موجود ہے۔ اس کے علاوہ تحریک جدید کے واقعات اس کشف سے بہت حد تک ملتے جلتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا اور جس میں بتایا گیا تھا کہ آپ کو پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا "۔

(۳) " یاد رکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق اسلام کی فتح کی بنیاد اور احمدیت کے غلبہ کی بنیاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے دوبارہ زندہ کرنے کی بنیاد ازل سے تحریک جدید کے ذریعہ قرار دی گئی "۔

(۴) " ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ اخلاص سے۔ محبت سے۔ انابت سے۔ اطاعت کا کامل نمونہ دکھاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف پورے تضرع اور ابتہال کے ساتھ جھکتے ہوئے قربانیاں کرتے جائیں۔ ہم اس کی رحمت اور فضل کے امیدوار رہیں "۔

(۵) " دیکھو خدا کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے مگر مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو وہ اپنا ہاتھ قرار دے کہ وہ برکت کو پا گیا اور رحمت کا وارث ہو گیا "۔

(۶) " یاد رکھو! وہ اس تحریک حصہ لے کر اشاعت اسلام کی مستقل بنیاد رکھتے ہیں۔ جو خدا کے لئے گھر بناتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے لئے دنیا اور آخرت میں گھر بناتا ہے "۔

(۷) " پس تحریک جدید درحقیقت اس پیشگوئی کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ہے اور ہر احمدی جو اس تحریک میں حصہ لیتا ہے اور پھر اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے وہ لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی کا مصداق ہے اور بہت بڑا خوش نصیب ہے کہ خاتم النبیین کی بعثت کی غرض کو پورا کرنیوالوں میں شامل ہوتا ہے۔ اور محمدی فوج کے سپاہیوں میں اس کا نام لکھا جاتا ہے۔ اور بدقسمت ہے وہ جس کو اس کا موقعہ ملا اور وہ تحریک جدید میں شامل نہ ہوا۔ اسیطرح بدقسمت ہے وہ جس نے منہ سے تو اس میں شامل ہونے کا اقرار کیا لیکن عملاً اس میں کمزوری دکھلائی پس اے عزیزو!! تم احمدیوں میں کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو اس تحریک میں شامل نہ ہو اور کوئی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو وعدہ کر کے اس میں کمزوری دکھلائے "۔ (۸) " میں یہ بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جو لوگ وعدہ کریں وہ جلد سے جلد اسکو پورا کرنیکی کوشش بھی کریں تا ان کی قربانی سے سلسلہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے چاہیئے کہ جو دوست سابقون میں شامل ہونا چاہیں وہ ۳۱ مارچ تک اپنے وعدے ادا کر دیں "۔ (۹) " آپ ایک برگزیدہ الٰہی جماعت میں ہیں سابقون الاولون میں شامل ہونیکی کوشش آپکا حق ہے جسے لینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔

حضور کے ارشادات مخلصین جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں پیش ہیں تا وہ اپنے وعدے ۳۱ مارچ تک ادا کر کے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کریں ایسے مخلصین کی فہرست دعائے خاص کیلئے انشاء اللہ اپریل کے پہلے ہفتہ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوا دی جائیگی۔ خدا تعالیٰ آپ کو ... [illegible] ... تحریک جدید

منتخب خبریں

لاہور۔ ۱۶ر مارچ۔ مقامی اخبار نوائے وقت نے کشمیر کا سوال حل کرنے کے لئے شیخ عبداللہ اور مسٹر غلام عباس کی ملاقات کی تجویز پیش کی۔ اور کہا کہ یہ دونوں لیڈر حکومت ہند اور حکومت پاکستان کے ایک ایک نمائندہ کی مدد سے اور تین سال کے بعد جموں و کشمیر میں استصواب رائے کرایا جائے۔ کہ کشمیر آزاد رہنا چاہتا ہے۔ یا ہندوستان یا پاکستان میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ تین سال کی اس مدت میں ہند اور پاکستان کی حکومتیں اپنے تمام اختلافات کو طے کرنے کی کوشش کریں۔

کراچی۔ ۱۶ر مارچ۔ کراچی میں پاکستان کے نئے صدر مقام کی تعمیر کا کام ملتوی کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ حکومت کے پاس روپیہ کم ہے۔ اس امر کا اعلان پاکستان کے وزیر خزانہ مسٹر محمد علی نے پاکستانی پارلیمنٹ میں کیا۔

بغداد۔ ۱۶ر مارچ۔ وزیر خارجہ عراق مسٹر توفیق سویدی نے کل ایرانی سفیر متعینہ بغداد کو ایران کے اس احتجاج کا جواب دیا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ بعض غیر ملکی طاقتیں عراق کو اپنا مرکز بنا کر ایران میں گڑبڑ کر رہی ہیں۔

حکومت عراق کے نوٹ میں کہا گیا تھا کہ عراق ہر حال میں ایران سے دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتا ہے۔ عراق نے حکومت ایران سے یہ بھی درخواست کی ہے۔ کہ عراق پر کوئی الزام لگانے سے قبل تمام واقعات کی تحقیقات کی جائے۔

پٹنہ۔ ۱۷ر مارچ۔ پٹنہ ہائی کورٹ کے جسٹس رام سوامی اور جسٹس جمعہ نے بہار اسمبلی کے ممبر مسٹر سریش چندر بنرجی کی یہ درخواست رد کر دی کہ بہار اسمبلی کے اسپیکر کے نام نوٹس جاری کیا جائے۔ کہ وہ ممبر مذکور کو اپنی زبان بنگالی میں تقریر کرنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے۔ مسٹر مہابیر پرشاد (ایڈوکیٹ جنرل) ریاست کی طرف سے پیش ہوئے۔ یاد رہے کہ بہار اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے دوران میں مسٹر بنرجی نے اس لئے واک آؤٹ کر دیا تھا۔ کہ اسپیکر نے انہیں بنگالی میں تقریر کرنے کی اجازت نہ دی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر بنرجی ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کر رہے ہیں۔

قاہرہ۔ ۱۸ر مارچ۔ کل رات یہاں کے پریس سنڈیکیٹ کے ہال میں ہند اور مصر کی دوستی کی انجمن کا افتتاح جنرل نجیب نے کیا۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے مصر اور ہند کے قدیم رشتوں اور تعلقات کا ذکر کیا۔ ہندوستان کی طرف سے جنرل نجیب کو مہابھارت کے عربی ترجمہ کا ایک نسخہ بھی پیش کیا گیا۔ افتتاحی تقریب میں وزیر تعلیم ہند مولانا ابو الکلام آزاد صدر جمہوریہ اور پنڈت نہرو کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔

ڈھاکہ۔ ۱۷ر مارچ۔ پاکستان ہسٹری کانفرنس کے دوران بعض طلباء کی طرف سے علامہ سید سلیمان ندوی پر حملہ کی مذمت کرنے کے لئے یہاں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ طلباء نے اس جلسہ پر بھی حملہ کرنا چاہا۔ اور زبردستی جلسہ گاہ میں داخل ہو گئے۔ اور گڑبڑ پھیل گئی۔ اس ہنگامہ میں کئی طلباء زخمی ہوئے جن کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔

نیویارک:۔ ۱۷ر مارچ مسٹر ٹریگو ے لی کے جانشین کا انتخاب کرنے کے لئے کل برطانیہ فرانس کومستان امریکہ اور روس کے نمائندوں کا اجتماع ہو رہا ہے۔ اس سے قبل مجلس تحفظ نے کینیڈا کے مسٹر لسٹر پیرسن کو نیا سیکرٹری جنرل منتخب کر لیا تھا۔ لیکن روس نے ان کے حق انتخاب کے خلاف حق استرداد استعمال کیا تھا۔

لکھنؤ۔ ۱۷ر مارچ۔ یو۔ پی کے مختلف سرکاری نرسری ورکشاپ میں جاپانی نمونے کی ہلکی پھلکی ایسی مشینیں تیار کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ جن سے کسان فائدہ اٹھا سکیں مثلاً غلہ پھوڑنے کی مشین، دھان کی بھوسی سے رسی تیار کرنے کی مشین اور اسی قسم کی دوسری مشینیں تقسیم کی جائیں گی۔ ان مشینوں کی تیاری اور تقسیم کا مقصد انہیں دیہاتوں میں عام بنانا ہے۔ یہ تمام مشینیں بہت ہلکی ہوں گی۔ اور عام طور پر ہاتھ سے چلتی ہیں۔ اگر بجلی سے بھی چلائی جائیں تو اس میں بہت کم خرچ بیٹھتا ہے۔ ان مشینوں کے استعمال کی ٹریننگ بخشی تالاب لکھنؤ میں ادارہ تحفظ زراعت کے ایک ماہر دیں گے۔

ٹاؤن کانگریس کمیٹی کی سرگرمیاں

ذیل میں ٹاؤن کانگریس کمیٹی قادیان کے جنرل سیکرٹری کی طرف سے مرسلہ رپورٹ کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ اگرچہ احمدیہ جماعت ایک خالص مذہبی جماعت ہے۔ اور اس کا سیاسیات سے تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ اس رپورٹ میں قومی خدمت اور رفاہ عام کے کام کا ذکر ہے۔ اس لئے اس کو شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

جب سے ٹاؤن کانگریس قادیان قائم ہوئی ہے۔ اپنی طاقت اور بساط کے مطابق کانگریس نے اپنا کام جاری رکھا۔ کانگریس کی سرگرمیاں اور اس کا پیغام زیادہ سے زیادہ عوام تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اس قلیل عرصہ میں باوجود بعض مشکلات اور عدم تعاون کے بھی عہدیداران نے ملک اور قومی کاز کو تقویت دینے کیلئے اپنا فرض منصبی نبھایا۔ اور ورکروں کا تعاون حاصل کرنے کے لئے پوری کوشش کی۔ اگرچہ کوششوں کا نتیجہ توقع کے مطابق تو نہیں نکل سکا۔ لیکن یہ بھی غلط نہیں کہ عہدیداران نے اس تھوڑے سے عرصہ میں جس قدر کام کیا ہے۔ وہ بہت زیادہ اور نمایاں ہے۔ کانگریس ورکروں میں یہ چیز قابل قدر ہے۔ کہ کانگریس کے وقار کو بلند کرنے اور اس کی آواز کو عوام تک پہنچانے اور کانگرسی اصولوں پر عوام کو کاربند کرنے کے انہیں ایک تڑپ ہے۔ اور ان کا یہ جذبہ قابل تحسین ہے۔ ٹاؤن کانگریس کی سرگرمیوں اور اس کی کارگذاری پر نگاہ ڈالنے سے ہر کوئی اس امر کا اعتراف کرے گا۔ کہ عہدیداران نے طاقت سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ گذشتہ عرصہ چھ ماہ میں کوئی ایسا موقعہ نہیں آیا۔ کہ جس کا کانگریس سے تعلق ہو۔ اور اس میں حصہ نہ لیا گیا ہو۔ ٹاؤن کانگریس کی سرگرمیاں قادیان سے باہر بھی جاری ہیں۔ پریس اور پلیٹ فارم کے علاوہ اس کا چرچا کانگریس کے بالا دفتروں میں بھی ہو رہا ہے۔

جہاں تک عوام اور حکام کے درمیان کانگریس کے تعاون کا تعلق ہے۔ ٹاؤن کانگریس قادیان نے کانگریس آئینوں کے اندر رہتے ہوئے نمایاں کام کیا ہے۔ اور جن محکموں سے پبلک کو شکایات ہوں۔ ٹاؤن کانگریس نے بذریعہ چٹھیاں اور ملاقات پبلک کی جائز شکایات کا ازالہ کرایا۔

ٹاؤن کانگریس قادیان نے اپنے نظریات کو عملی جامہ پہنانے کے علاوہ سوشل کاموں میں بھی حصہ لیتی رہی ہے۔ اور بذریعہ علاج معالجہ و مالی مدد بھی مستحق لوگوں کی امداد کی جاتی رہی۔

ڈسٹرکٹ کانگریس گورداسپور کو زیادہ سے زیادہ تعاون اور مالی امداد کی پیشکش کی گئی چنانچہ طالب پور پنڈوری کیمپ میں ٹریننگ لینے کے لئے ورکروں اور سینکڑوں پچاس روپے سے امداد دی گئی۔ مخالف پارٹیوں مثلاً جن سنگھ و کمیونسٹ پارٹیوں وغیرہ کی کانگریس اور کانگریس گورنمنٹ کے خلاف کئے گئے غلط پروپیگنڈا کا ازالہ کرنے کی نمایاں کوشش کی گئی۔ اور وقتاً فوقتاً ٹاؤن کانگریس کی طرف سے جلسے بھی منعقد ہوتے رہے۔ اور عوام تک پہنچ کر بھی صحیح حالات سے آگاہ کیا گیا۔

۲۶ر جنوری کو ریپبلک ڈے بھی بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ اس موقعہ پر مولانا محمد سعید صاحب مسعودی ممبر پارلیمنٹ و جنرل سیکرٹری نیشنل کانفرنس کشمیر مع دیگر ورکروں کے قادیان تشریف لائے۔ اور پرجا پریشد کے حامیوں کے غلط پروپیگنڈہ کا بذریعہ تقریر جواب دیا۔ اس سے پیشتر لالہ جگت نرائن صاحب وزیر تعلیم حکومت پنجاب بھی قادیان تشریف لائے تھے۔ اور ٹاؤن کانگریس نے میٹنگ کر کے عوام کی شکایات اور تکالیف ان تک پہنچائیں باوجود اس کے کہ ضلع بھر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی لیکن ٹاؤن کانگریس نے اپنا تجویز کردہ پروگرام سٹڈی سرکل کے طرز پر جاری رکھا۔ اسی دوران میں مستحق بیماروں۔ ناداروں اور محتاجوں کی ہر طرح طبی امداد کی گئی۔ اور امداد بدستور جاری ہے اور یہ بات خصوصاً قابل ذکر ہے۔ کہ ٹاؤن کانگریس نے بذریعہ اشتہارات عوام کو مذکورہ بالا امر سے مطلع کر دیا ہے۔ اسکے علاوہ مختلف محکمہ جات کے متعلق تکالیف اور شکایات کے ازالہ کا بھی اعلان کیا ہے۔ اور اس کے مطابق ایک بیمار ریفیوجی کو ٹاؤن کانگریس نے سول ہسپتال قادیان اور ایک بیوہ بیمار عورت ۲۲

۲۲ کو احمدیہ ہسپتال قادیان میں داخل کروایا گیا۔ اور ایک بیمار ریفیوجی کا ایکسرے بھی کروایا گیا۔ اور انکی مالی امداد بھی کی گئی۔ اس کار خیر اور خدمت خلق میں علاوہ شری بانکے لال صاحب سیٹھ پریذیڈنٹ ٹاؤن کانگریس کے ہندو، سکھ اور احمدی سرگرم ورکروں و دوسرے احباب نے بھی نمایاں حصہ لیا۔

ٹاؤن کانگریس ان سب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتی ہے۔